شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشایخ

عبدالحق انصاری

مسلم کتابوی لاہور



شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ

عبدالحق انصاری

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ، لاہور

نام کتاب: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ

تالیف: عبدالحق انصاری

صفحات: ۵۶

اشاعت: ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۵ء باراول

ناشر: مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ لاہور

قیمت: 60روپے

﴿ملنے کے پتے﴾

۱-مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

۲-مکتبہ قادریہ، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

۳-مکتبہ اعلیٰ حضرت، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

۴-زاویہ پبلشرز، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

الاھداء

مولانا محمد عاشق صدیقی پُھلتی

(وفات ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء تقریباً)

مصنف ''القول الجلی فی ذِکر آثار الولی"

کے نام

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، محدث کبیر، مسند، فقیہ، نقش بندی مرشد، مصنف اور استاذ العلماء نیز اسلامیان ہند کی لاج تھے۔ ان کے احوال اور افکار و معتقدات ان کی اپنی تصانیف سے واضح ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر اہل علم نے حالات و خدمات پر مختلف ادوار میں فارسی، اردو، عربی زبانوں میں متعدد کتب اور بہ کثرت مضامین لکھے۔ جن میں ان کے شاگرد و قرابت دار مولانا محمد عاشق پھلتی کی "القول الجلی فی ذِکر آثار الولی"، حکیم سید محمود احمد برکاتی کی "شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان"، مولانا عبد المجید رضوی کی "افکار شاہ ولی اللہ اور مسلک اہل سنت" نیز مولانا محمد یسین اختر مصباحی مقیم دہلی کی مستقل کتاب کے علاوہ مولانا عبد الشکور عرف رحمان علی ناروی، مولانا فقیر محمد جہلمی، مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی دہلوی، جسٹس مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری، مولانا پیر سید محمد فاروق القادری وغیرہ کی تحریریں اہم اور ان میں سے اکثر بآسانی دست یاب ہیں۔

اسی عمل کو کسی قدر آگے بڑھانے کی کوشش میں آیندہ صفحات پر حضرت شاہ ولی اللہ کے عرب اساتذہ و مشائخ کے مختصر احوال پیش ہیں لیکن اس سے قبل آپ کے حالات پر علامہ محمد حنیف گنگوہی کی تصنیف "ظفر المحصلین" میں درج اس مناسبت سے ایک

عبارت کا تجزیہ اور بعد ازاں شاہ صاحب کے عرب مشائخ کے احوال قارئین کی نذر ہیں۔

عبدالحق انصاری

اتوار ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

مطابق ۵ جولائی ۲۰۱۵ء



”ظفر المحصّلین“ کی ایک عبارت

علامہ محمد حنیف گنگوہی فاضل دار العلوم دیوبند نے ”ظفر المحصلین“(۱) میں محدث و مسند ہند شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مقامات کے انیس صفحات پر پیش کئے (۲) جن میں ایک عبارت یوں ہے:

”شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حجازی اساتذہ۔ یوں تو شاہ صاحب نے حجاز مقدسہ میں متعدد علماء و مشائخ سے علم حدیث اور باطنی فیض حاصل کیا مثلاً شیخ سنادی، شیخ احمد قشاشی، سیّد عبدالرحمٰن ادریسی، شمس الدین محمد بن علا بابلی، شیخ عیسیٰ جعفری، شیخ حسن عجیمی، شیخ احمد علی اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری“۔(۳)

عبارت میں مذکور علماء حجاز کا تعارف

اس عبارت کے جائزہ اور حقائق کو بآسانی سمجھنے کے لئے ضروری ٹھہرا کہ اس اقتباس میں مذکور حجاز مقدس کے تمام علماء و مشائخ کا مختصر تعارف قارئین کی نذر کیا جائے۔

☆......شیخ احمد بن علی شناوی:

مغربی مصر کے گاؤں شَنو کے باشندہ اسی نسبت سے الشناوی کہلائے (۴)۔

آپ کے والد شیخ علی بن عبدالقدوس شناوی، امام لصوفیہ عبدالوہاب بن احمد شعرانی (وفات ۹۷۳ھ/۱۵۶۵ء) کے شاگرد و خلیفہ تھے۔ احمد شناوی ۹۷۵ھ/۱۵۶۸ء میں پیدا ہوئے اور والد نیز مصر کے اکابر علماء و مشائخ سے تعلیم و تربیت کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کی وہیں پر ۱۰۲۷ھ/۱۶۱۹ء میں وفات پائی۔ ابو المواہب، عباسی النسب، شافعی عالم وصوفی کبیر، ادیب و شاعر، صاحب کرامات کے اوصاف سے متصف تھے۔ سلسلہ شطاریہ کے مرشد کبیر شیخ مجد الدین صبغۃ اللہ حسینی بروجی گجراتی مہاجر مدنی (وفات ۱۰۱۵ھ /۱۶۰۶ء) سے خلافت پائی اور خلیفہ خاص ہوئے۔ نیز سیّد غضنفر حسینی نھر والی گجراتی سے نقشبندی جامی سلسلہ میں اجازت پائی۔ متعدد تصنیفات میں سے ایک "الصحف الناموسیة والصحف الناووسیّة" ۱۳۱۴ھ میں چھپی۔ دیگر تصانیف میں 'الاقلید فی تجرید التوحید' اور دو نعتیہ مجموعے السطعات الاحمدیة فی روائح مدائح الذات المحمدیة، فواتح الصلوات الاحمدیة فی لوائع مدائح الذات المحمدیة' نیز وحدۃ الوجود کی تشریح میں افاضة الجود' اور بیعة الاطلاق فی السلاسل والخرق ہیں۔ اور شیخ صبغت اللہ شطاری نے شاہ محمد غوث گوالیاری (وفات ۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء) کی مشہور تصنیف "الجواھر الخمس" کا فارسی سے عربی ترجمہ کیا جس پر شیخ احمد شناوی نے "تحلية البصائر بالتمشية على الجواهر" نام سے حاشیہ لکھا۔ اور قبرستان بقیع میں مرشد شیخ سیّد صبغت اللہ کے پہلو میں قبر بنی۔ شیخ احمد قشاشی آپ کے شاگرد، خلیفۂ اعظم نیز داماد تھے۔ (۵)

☆......شیخ احمد بن محمد قشاشی:

آپ کے دادا شیخ سیّد یونس حسینی، مالکی عالم و قادری صوفی تھے جو القدس شریف سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ بسے جہاں عبادت اور اہل مدینہ کی خدمت میں مگن رہے اور یونس کی بجائے "عبدالنبی" کہلانا پسند کرتے۔ شیخ احمد قشاشی ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۱ء میں وہیں وفات پائی، قبرستان البقیع میں قبر

بنی۔صفی الدین' حافظ' شاعر' شیخ احمد شناوی کے خلیفہ اعظم' صاحب کرامت' قطب زماں' مالکی المذہب پھر مرشد کی اتباع میں شافعی مذہب اختیار کیا اور دونوں مذاہب میں کمال حاصل تھا۔عرب وعجم کے سو کے قریب علماء ومشائخ سے اخذ کیا لیکن شیخ احمد شناوی سب سے اہم ٹھہرے۔دیگر مشائخ میں سیّد غضنفر نھر والی گجراتی نقشبندی' شاہ فُضَیل نصیر آبادی مہاجر مدنی' اور صاحب الجواھر الخمس شاہ محمد غوث گوالیاری کے فرزند شاہ نور محمد نیز شاہ محمد غوث گوالیاری کے خلفاء میں آخری فرد معمر حضرت عبدالحلیم (٦) گجراتی شطاری شامل ہیں۔اور خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل قرآن مجید سنایا۔

شیخ احمد قشاشی نے ستر کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں' جن میں روضہ اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کے سفر کے اثبات پر "الدرة الثمينة فيمالزائر النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى المدينة" آپ کی پہچان اور پہلی بار۱۳۲٦ھ میں مطبع التقدم مصر سے چھپی۔پھر مصر کے ڈاکٹر محمد زینھم بن محمد عزب کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ مدبولی قاہرہ نے ۲۰۰۰ء میں ۱۵۲ صفحات پر شائع کی جس کا عکس ان دنوں کمپیوٹر انٹر نیٹ میں ہے۔نیز مصر کے ہی شیخ احمد فرید مزیدی نے تحقیق انجام دی اور دار الکتب علمیہ بیروت نے ۲۰۰۸ء میں ضمن مجموعہ طبع کرائی۔یہ اشاعت بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال میں موجود ہے۔

اور بیعت وخلافت کے جواز پر "السمط المجيد فی شان البيعة وتلقينه الذكر و عطاء البيعة والالباس الخرقة وسلاسل اصل التوحيد" پہلی بار دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن نے ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں ۱۸۴ صفحات پر شائع کی جس کا عکس انٹرنیٹ میں ہے۔اب عفت زکریا کی تحقیق وتعلیقات کے ساتھ دار المنهل نے ۲۰۰۸ء میں ۲۳۵ صفحات پر طبع کرائی۔نیز دار الکتب علمیہ بیروت نے ۲۰۱۳ء میں شائع کی جس کے آخر میں آپ کی دوسری تصنیف "ضوء الهالة فی ذكر هو والجلالة" شامل ہے۔

مزید تصنیفات میں رسالة فی الذکر باسم الجلالة مفرداً 'نفحة الیقین وزلفة التمکین للموقنین' حاشیة علی المواهب اللدنیة ' حاشیة علی الشفاء 'حاشیة علی الانسان الکامل از عبدالکریم جیلی 'ان ہی کی دوسری تصنیف الکمالات الالهیة فی الصفات المحمدیة پر حاشیہ بنام الافاضة الرحمانیة' الکنز الاسنیٰ والصلاة والسلام علی الذات المکملة الحسنی' شرح عقائد النسفی' شرح الحکم العطائیة جس کا مخطوط دمشق میں محفوظ ہے۔آپ نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل وداعی تھے اوراس موضوع پر کلمة الجود فی القول بوحدة الوجود 'جس کا مخطوط قاہرہ میں ہے۔نیز شعری مجموعہ شامل ہیں۔

قطب زماں شیخ احمد قشاشی سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی جن میں شیخ برہان الدین ابراہیم بن حسن کردی کورانی شافعی مدنی' مفتی احناف دمشق و صاحب کتاب الدرالمختار فی شرح تنویر الابصار شیخ علاءالدین محمد بن علی حصکفی 'مولانا عبدالخالق بن عبدالکریم حسنی ہندی مہاجر مکی' سیّد عبدالرحمٰن ادریسی' شیخ عیسی جعفری' شیخ حسن عجیمی وغیرہ اکابرین کے نام ہیں۔(۷)

☆......شیخ سید عبدالرحمٰن بن احمد ادریسی:

مراکش کے شہر مکناس میں ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۵ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔مالکی عالم'قطب زماں' سیاح'صاحب کرامات' مجوب لقب تھا۔حکام وعوام میں مقبول شخصیت اوراپنے دور کے حجاز مقدس میں صوفی کبیر تھے۔والد گرامی سے شاذلی وغیرہ سلاسل صوفیہ میں خلافت نیز اورادواذکار اور دلائل الخیرات کی اجازت پائی۔نیز مراکش کے متعدد علماء ومشائخ سے اجازت وخلافت کے بعد ۱۰۴۳ھ میں مدینہ منورہ کی راہ لی جہاں چند برس قیام کیا پھر مصر'ترکی' شام کی سیاحت کی اور عثمانی دارالخلافہ استنبول میں سلطان مراد بن سلطان احمد (وفات ۱۰۴۹ھ/۱۶۴۰ء) سے

ملاقات ہوئی۔ نیز یمن کا سفر کیا جہاں کے علماء و اولیاء سے اخذ کیا نیز اہل اللہ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ اب مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی تا آنکہ وفات پائی اور محلّہ شبیکہ میں اپنی تیار کرائی گئی قبر (۸) میں تدفین عمل میں آئی اور مزار پر عرصہ دراز تک ختم قرآن کریم کی مجالس منعقد ہوتی رہیں۔ معاصر شعراء نے آپ کی مدح میں بکثرت قصائد موزوں کیے۔

شیخ احمد قشاشی کے اہم خلفاء میں سے تھے اور مریدین وارادت مندوں کا حلقہ عرب و عجم نیز ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے توسط سے تائب نیز ایمان کی روشنی سے مشرف ہوئی۔ آپ کی مجالس تلاوت قرآن کریم، درود وسلام اور اوراد و اذکار سے خالی نہ ہوتیں۔ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کی شخصیت وتصانیف سے گہرا لگاؤ تھا۔

صاحب کتاب **فوائد الارتحال** شیخ مصطفیٰ بن فتح اللہ حموی مکی آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ اور **خبایا الزوایا** کے مصنف شیخ حسن عُجیمی نے شیخ عبدالرحمٰن ادریسی مجوب سے شیخ ابن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی اور شیخ عبدالکریم جیلی کی تصانیف کے اجزاء پڑھے نیز اجازت وخلافت پائی۔ علاوہ ازیں شیخ عبداللہ بن سالم بصری اور شیخ احمد بن محمد نخلی شافعی نقشبندی مکی وغیرہ اکابرین نے آپ سے اخذ کیا۔ (۹)

☆......شیخ محمد بن علاء الدین بابلی:

مصر کے گاؤں بابل میں ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء میں قاہرہ میں وفات پائی (۱۰) جامع ازہر میں نماز جنازہ ادا کی گئی جو اس نوع کا بے مثل اجتماع تھا اور **المواہب اللدنیۃ** نیز **نہایۃ المحتاج** کے محشی شیخ ابوالضیاء نورالدین علی بن علی شبراملسی شافعی نماز جنازہ کے امام تھے۔ شیخ محمد بابلی نے مصر میں مذاہب اربعہ کے جلیل القدر علماء سے تعلیم حاصل کی پھر فقیہ شافعی، محدث، حافظ، مدرس، مسند اور اپنے دور کی نادر شخصیات میں سے ہوئے۔ ابوعبداللہ کنیت اور شمس الدین لقب تھا۔

اساتذہ میں **کنز الدقائق** کے شارح شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد شلبی حنفی اورصاحب کتاب **ھدیة المرید شرح جوھرۃ التوحید** شیخ برہان الدین ابوالامداد ابراہیم بن ابراہیم لقانی مالکی، نیز **انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون علیہ الصلاۃ والسلام** عرف سیرت حلبیہ کے مصنف شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن عمر حلبی شافعی شامل ہیں۔

شیخ شمس الدین محمد بابلی نے متعدد اہم کتب خود نقل کیں جن میں علامہ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی (وفات ۸۵۲ھ/۱۴۴۹ء) کی صحیح البخاری کی ضخیم شرح **فتح الباری** شامل ہیں۔ مؤرخین نے آگاہ کیا کہ شیخ محمد بابلی نے لیلۃ القدر میں دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے علم حدیث میں علامہ ابن حجر عسقلانی کی سی سمجھ بوجھ عطا فرما۔ چنانچہ یہ دعا مقبول ہوئی جس کا ثبوت یہ تھا کہ اس دور میں علم حدیث کے ماہرین میں آپ جیسی شہرت کسی کو نہ ملی۔ جبکہ وفات سے تیس برس قبل آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

آپ تصنیف و تالیف کی بجائے درس و تدریس کو اہمیت دیتے اور دوسروں کو بھی یہی ترغیب دیتے۔ چنانچہ محض ایک کتاب "**الجھاد و فضائلہ**"تالیف کی۔

مدینہ منورہ میں چند برس اور پھر مکہ مکرمہ میں مقیم رہے جس دوران صحیح بخاری وغیرہ کتب کا درس دیا کرتے۔ اور مصر و حجاز مقدس میں اکابر علماء کرام آپ کے شاگردوں میں سے ہوئے۔ جن میں **فوائد الارتحال** کے مصنف کے علاوہ شیخ حسن عجیمی، شیخ عیسیٰ جعفری، شیخ عبداللہ بن سالم بصری، شیخ احمد نخلی نقشبندی، اور شیخ عبدالمحسن بن سالم قلعی مکی حنفی، شیخ برہان الدین ابراہیم بن حسن کردی کورانی، مولانا عبدالرحمٰن احمد آبادی گجراتی اوران کے بیٹے مولانا محمد اکرم احمد آبادی شامل ہیں۔

شیخ بابلی کی اسانید و مرویات کے بیان پر ان کے شاگرد شیخ عیسیٰ جعفری ثعالبی نے کتاب "**منتخب الاسانید فی وصل المصنفات والا جزاء والمسانید**"

عرف ثبت شمس الدین البابلی تالیف کی، جو کویت کے محمد بن ناصر عجمی کی تحقیق کے ساتھ دار البشائر الاسلامیة بیروت نے پہلی بار ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں ۱۶۴ صفحات پر شائع کی۔ اور عرب وعجم کی جن شخصیات نے شیخ محمد بابلی سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی، ان کے تعارف پر شاہ ولی اللہ دہلوی کے شاگرد وصاحب تاج العروس مولانا حافظ سیّد محمد مرتضیٰ بلگرامی زَبیدی قاہری (وفات ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) نے کتاب "المربی الکابلی فیمن رویٰ عن الشمس البابلی" تالیف کی جو "منتخب الاسانید" کے ساتھ اسّی [80] صفحات پر مطبوع ہے۔ حافظ مرتضیٰ زَبیدی نے آپ کے احوال پر بھی "الفجر البابلی فی ترجمة البابلی" تالیف کی۔ (۱۱)

☆...... شیخ عیسیٰ بن محمد جعفری ثعالبی:

مراکش کے مقام زواوہ میں ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ ہجرت کی جہاں ۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء میں وفات پائی اور قبر بنی۔ ابوالمہدی، جار اللہ، فقیہ مالکی، مسند الدنیا، شاذلی صوفی، صاحب کرامات تھے۔ مقامی علماء سے تعلیم کے بعد الجزائر کی راہ لی جہاں مفتی ومصنف شیخ سعید بن ابراہیم قدورہ مالکی (وفات ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۶ء) سے اخذ کیا، پھر مفتی و مصنف شیخ علی بن عبدالواحد انصاری سجلماسی خزرجی مالکی (وفات ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دس برس تک جملہ اسلامی علوم کی اہم کتب پڑھیں نیز استاذ نے اپنی بیٹی نکاح میں دی۔ اور استاذ نیز بیوی نے وفات پائی تو الجزائر سے تیونس پہنچے جہاں قسطنینہ میں معمر مالکی عالم شیخ عبدالکریم بن محمد فکون (وفات ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء) وغیرہ کے شاگرد ہوئے۔ پھر حجاز مقدس حاضر ہوئے اور ۱۰۶۲ھ میں حج ادا کیا اور اگلے برس وہیں سے مصر کی راہ لی اور قاہرہ کے اکابر علماء ومشائخ سے استفادہ اٹھایا جن میں قاضی القضاۃ تفسیر بیضاوی کے محشی وصاحب کتاب نسیم الریاض فی شرح الشفاء القاضی عیاض، شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد خفاجی شامل ہیں۔

مصر سے واپس حجاز مقدس آئے اور مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی جہاں شادی کی اور اولاد ہوئی۔ مکہ مکرمہ کے اہم علماء نیز شیخ شمس الدین محمد بابلی سے اخذ کیا اور مسجد حرم میں مدرس ہوئے نیز ہر برس روضہ اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتے جہاں شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی مجالس سے فیض یاب ہوئے۔ خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی نقشبندی ہندوستان سے حج وزیارت کے لئے گئے تو شیخ عیسیٰ جعفری نے آپ سے اجازت وخلافت پائی۔

آپ کی تصانیف **کنز الروایة المجموع فی درر المجاز ویواقیت المسموع، مقالید الاسانید، المنح البادیة فی الاسانید العالیة** (۱۲) اور **منتخب الاسانید فی وصل المصنفات والاجزاء والمسانید** ہیں۔ آخر الذکر کا تعارف گزر چکا۔ (۱۳)

شیخ عیسیٰ جعفری ثعالبی کے شاگردوں میں شیخ حسن عجیمی نے ان سے صحاح ستہ، **المواهب اللدنیة** وغیرہ متعدد کتب جزوی طور پر پڑھیں نیز صوفیہ کے سلاسل میں خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری، شیخ احمد نخلی نقشبندی، شیخ برہان الدین ابراہیم کردی، شیخ تاج الدین بن عبدالمحسن قلعی کے نام ہیں۔ (۱۴)

☆......شیخ حسن بن علی عجیمی:

مکہ مکرمہ میں ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۲ء کو طائف میں وفات پائی اور وہیں پر صحابی جلیل سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احاطہ مزار میں قبر بنی۔ ابوالبقاء، ابوالاسرار، حنفی عالم، مسند، حافظ، صوفی، محدث حجاز، مدرس مسجد حرم، کثیر التصانیف، اور شیخ الاکبر کی **الفتوحات المکیة** نیز **الفصوص الحکم**، اور صدر الدین قونوی کی **مفاتیح الغیب** کی مشکل وادق عبارات حل کرنے میں کمال حاصل تھا۔ کلام ابن الفارض کے شارح۔

آپ نے حجاز مقدس کے اہم علماء ومشایخ نیز وہاں وارد ہونے والے عرب وعجم

کے اکابرین سے بھرپور اخذ واستفادہ اٹھایا، جن میں شیخ محمد بابلی، شیخ احمد قشاشی، شیخ عیسیٰ جعفری، شیخ عبداللہ بن سالم بصری، شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن احمد ادریسی، شیخ احمد نخلی نقشبندی، شیخ ابراہیم کردی کورانی، شیخ محمد بن محمد بن سلیمان رودانی، شارح کتاب الشفاء شیخ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی، الاستاذ الکبیر شیخ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی، اور خطۂ ہند کے صاحب کتاب نور الانوار مولانا احمد بن ابی سعید عرف ملاجیون امیٹھوی لاہوری چشتی، مولانا عبدالمالک بن عبداللطیف احمد آبادی گجراتی، مولانا محمد شفیع قاسمی چشتی، مولانا محمد بن علاء الدین قشمی عباسی دہلوی، مولانا محمد سعید بن عثمان کشمیری کبروی، مولانا عبدالخالق بن عبدالکریم قادری، مولانا سیّد محمد علی بن حسین کرمانی لاہوری کے نام شامل ہیں۔

شیخ حسن عجیمی کے اساتذہ مسجد حرم مکی میں مدرسین تھے۔ اور آپ نے ان کے احترام میں مسجد حرم میں حلقہ درس منعقد کرنے سے گریز کیا اور گھر پر تدریس جاری رکھی تاآنکہ ۱۰۸۰ھ میں استاذ شیخ عیسیٰ جعفری ثعالبی نے وفات پائی تو مسجد حرم میں باب الوداع وباب ام ھانی کے قریب ان کے لئے مختص جگہ پر بیٹھ کر استاذ کے سلسلہ تدریس کو آگے بڑھایا۔ آپ نے کتب صحاح ستہ بالخصوص صحیح بخاری کا درس بارہا مکمل کیا۔ ہر برس ماہ رجب میں مدینہ منورہ حاضر ہوتے اور صحاح ستہ میں سے ایک کتاب ساتھ لیتے اور مسجد نبوی میں اس کے ختم کا اہتمام ہوتا۔ اس موقع پر بالعموم شیخ ابوطاہر محمد کورانی کردی کتاب کا متعلقہ حصہ پڑھا کرتے۔

کہا گیا کہ وفات کے مرحلہ پر کسی مرض میں مبتلا نہیں ہوئے۔ اُن دنوں طائف کے دورہ پر تھے۔ جہاں صحیح بخاری کا درس شروع تھا اور "**باب دخول الجنة**" پر درس رُکا تو اچانک وفات پائی۔

بارہویں صدی ہجری کی اسلامی دنیا کے استاذ الکبیر، عارف باللہ، کثیر التصانیف، شیخ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی اور شیخ حسن عجیمی کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم استوار

تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے علم وفضل کے اعتراف میں تدبج کیا یعنی اپنے سلاسل روایت میں باہم اجازت پیش کی۔ چنانچہ شیخ نابلسی حج وزیارت کے لئے دمشق سے حجاز مقدس حاضر ہوئے تو سفرنامہ "الحقیقة والمجاز" قلم بند کیا جس میں شیخ حسن عجیمی کے طریق پر "الحدیث المسلسل بالاولیة" کی سند درج کی۔ اور بروز جمعہ تیرہ ذوالحجہ ۱۱۰۵ھ/ چھ جولائی ۱۶۹۴ء کو مسجد حرم کے اندر دونوں کے درمیان فقہ وحدیث اور تصوف وغیرہ موضوعات پر گفتگو ہوئی پھر باب السلام کے برآمدہ میں اکٹھے نماز جمعہ ادا کی۔ اور اگلے جمعہ بیس ذوالحجہ کو شیخ حسن عجیمی آپ کی قیام گاہ پر گئے تو شیخ نابلسی سے روایت کی تحریری اجازت پائی، جو نثر ونظم پر مبنی اور سفرنامہ میں درج ہے۔

شیخ حسن عجیمی تصانیف کی تعداد ساٹھ سے زائد، جن میں سے چار شائع ہوئیں۔ اھداء اللطائف من اخبار الطائف، جو مکہ مکرمہ کے ڈاکٹر یحیی محمود ساعاتی کی تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں مطبع الجزیرہ ریاض، دوسری بار ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں دار ثقیف طائف سے ۱۱۱ صفحات پر شائع ہوئی۔ بعدازاں ڈاکٹر محمد علی عمر نے تحقیق انجام دی اور مکتبہ ثقافہ دینیہ قاہرہ نے ۱۰۴ صفحات پر طبع کرائی۔ بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال میں آخرالذکر دونوں اشاعتیں موجود ہیں۔

بُغیة الوعاة من مسألة البغاة، جس پر الجزائر کے بلعمری محمد فیصل نے تحقیق انجام دی اور دارالکتب علمیہ بیروت نے ۲۰۰۸ء میں پہلی بار ۱۰۴ صفحات پر شائع کی۔ خبایا الزوایا، جو احمد عبدالرحیم السایح نیز توفیق علی وہبہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ثقافہ دینیہ نے پہلی بار ۲۰۰۹ء میں ۳۹۳ صفحات پر طبع کرائی۔ نیز النفح المسکی فی عمرة المکی، تحقیق راشد بن عامر غفیلی، پہلی اشاعت ۲۰۱۲ء دار البشائر الاسلامیة صفحات ۴۰۔

اور السیف المسلول بجهاد اعداء الرسول، مخطوط مخزونہ کتب خانہ مرعشی قم ایران زیر نمبر ۲۸۱۶، بخط درویش بن محمد قریشی عمری، سال کتابت ۱۱۰۲ھ جس کے حاشیہ

برتصحیحات بخط مصنف ہیں (۱۵) نیز اسبال الستر الجمیل علی ترجمة العبدالذلیل' التعلیقة الانیقة علی الاجرومیة' مظهرالروح بسرالروح' تینوں کے مخطوطات مکہ مکرمہ میں ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر واقع مکتبہ میں ہیں۔حاشیة علی الدرر والغرر 'مخطوط مخزونہ مکتبہ حرم مکہ مکرمہ' رسالة فی علم الفلك 'مخطوط مکتبہ عبداللہ بن عباس طائف' المناهل العذبة فی تحقیق مسائل الصلاة داخل الكعبة 'نیز الفتح الغیبی فیما یتعلق بمنصب آل الشیبی 'مخطوط مخزونہ ریاض یونیورسٹی' اور تلیین العطف لمن یدخل فی الصف' رسالة فی علم الفرائض' رفع الاشتباه و دفع الالتباس فی حكم اسقاط الجنین و شرب التنباك' منحة الباری فی اصلاح زلة القاری وغیرہ کتب کے مخطوطات پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ کے ذخیرہ بریل میں ہیں۔نیز اتحاف الخل الوفی بمعرفة مكان غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته و غاسله' اقالة العشرة فی بیان حدیث العترة' كشف الریب' رسالة فی التوبة وما یتعلق بها' رسالة فی تفسیر آیة-یَمْحُوا اللہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ' وغیرہ کتب رضا لائبریری رام پور میں اور الصارم الهندی کا مخطوط مخزونہ خدابخش لائبریری، پٹنہ ہیں۔

محدث ومسند حجاز شیخ حسن عُجیمی سے خلق کثیر نے اخذ کیا' جن میں شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ' شیخ تاج الدین قلعی' شیخ ابو طاہر محمد کردی کورانی' شیخ سیّد عمر بن احمد عقیل' شیخ محمد وفد اللہ بن محمد رودانی' شیخ تاج الدین دھان' صاحب کتاب خلاصة الاثر شیخ محمد امین بن فضل اللہ محبی خلوتی' مولانا ابوطیب محمد بن عبدالقادر سندھی مدنی' مولانا عبدالکریم بن خضر سندھی مکی' مولانا محمد حیات سندھی مدنی شامل ہیں۔اور فوائد الارتحال کے مصنف شیخ مصطفیٰ بن فتح اللہ حموی نے شیخ حسن عُجیمی سے مؤطا امام مالک' احیاء علوم الدین' قوت القلوب اور شیخ الاکبر کی الامر المحكم المربوط فیما یلزم طالبی طریق اللہ من الشروط وغیرہ کتب کے بعض اجزاء پڑھے۔

شیخ حسن عجیمی کی اسانید ومرویات پر ان کے اہم شاگرد مدرس مسجد حرم مکی شیخ تاج الدین بن احمد الدھان نے دو جلدوں میں کتاب "كفاية المتطلع لما ظهر وماخفى من غالب مرويات حسن العجيمى" لکھی، جس کے قلمی نسخے مکتبہ حرم مکی وغیرہ میں محفوظ ہیں۔(۱۶)

☆......**شیخ عبداللہ بن سالم بصری:**

مکہ مکرمہ میں ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء میں پیدا ہوئے، وہیں پر ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ شافعی المذہب، محدث، حافظ، مسند الحجاز اور مدرس تھے۔ آپ کے مشائخ میں شیخ محمد بابلی، شیخ عیسیٰ ثعالبی، شیخ ابراہم کردی کورانی، شیخ محمد بن محمد بن سلیمان رودانی، جبکہ شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن احمد ادریسی سے جملہ مرویات نیز سلاسل صوفیہ اور دلائل الخیرات کی اجازت پائی۔ ہندوستان کے شیخ سیّد سعداللہ بن عبدالشکور سلونی سے قادری سلسلہ میں خلافت پائی۔ مسجد حرم مکی میں مختلف علوم کی کتب بالخصوص علم حدیث کا درس دیا کرتے۔ کتب صحاح ستہ کے مخطوطات کی تصحیح انجام دی نیز مسجد حرم میں ان کی تدریس انجام دی۔ خانہ کعبہ کے اندر صحیح بخاری دوبار ختم کی اور قبل ازیں یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراقدس کے قریب مسند الامام احمد بن حنبل جیسی ضخیم کتاب ۱۰۳۱ھ میں ختم کی۔

شیخ عبداللہ بصری نے چند تصانیف یادگار چھوڑیں۔ صحیح بخاری کی شرح بنام ضياء السارى فى مسالك ابواب البخارى لکھی جس پر محققین کی جماعت نے تحقیق انجام دی اور پہلی بار ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء میں دار النوادر، دمشق نے اٹھارہ جلدوں میں شائع کی۔ جبکہ ہندوستان کے مولانا محمد اسعد (وفات ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء) حج وزیارت کے لئے گئے تو ضياء السارى، شارح کے فرزند سے خرید کر ہندوستان لائے، یہ نسخہ اورنگ آباد میں محفوظ تھا۔ دیگر تصانیف میں ختم سنن الامام ابى داؤد، جس پر محمد محمدی

بن محمد جمیل نورستانی نے تحقیق انجام دی اور دار اضواء السلف ریاض نے پہلی بار ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں ضمن مجموعہ ایک سو گیارہ صفحات پر شائع کی۔ نیز ختم جامع الامام الترمذی، تحقیق عربی دائز فریاطی، پہلی اشاعت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، صفحات ۸۸۔ ختم سنن الحافظ ابن ماجۃ، تحقیق ڈاکٹر بدر بن محمد عماش، جو "الحکمۃ" نامی رسالہ کے شمارہ اکتیس صفحہ ۴۵۳ تا ۵۰۵ پر مطبوع ہے۔ ختم الموطا روایۃ یحییٰ بن یحییٰ البصری، تحقیق یونس عزیز مکناسی، جو ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء میں لقاء العشر الاواخر بالمسجد الحرام نامی مجموعہ کی دسویں جلد میں مطبوع ہے۔ الاوائل البصریۃ، مطبوع۔ ختم صحیح البخاری، مکتبہ حرم مکہ مکرمہ نیز مکتبہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ میں مخطوط محفوظ ہیں۔ ختم صحیح مسلم، مخطوطہ مخزانہ ذخیرہ محمودیہ، مکتبہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ۔ اور اپنی اسانید ومرویات کے بیان پر الامداد فی معرفۃ علو الاسناد تالیف ومرتب کی جسے بیٹے شیخ سالم بصری نے مختصر کیا اور یہ اختصار پہلی بار دائرۃ المعارف النظامیۃ حیدر آباد دکن نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں ۹۲ صفحات پر طبع کیا۔ اب مراکش کے شیخ عربی دائز فریاطی نے مکمل نسخہ پر تحقیق انجام دی جو پہلی بار دار التوحید ریاض نے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں ۲۲۴ صفحات پر شائع کی۔ علاوہ ازیں علامہ ابن حجر عسقلانی کی تقریب التہذیب پر حاشیہ لکھا جو شیخ محمد بن محمد عوامہ حنفی حلبی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں دار ابن حزم بیروت نے شائع کیا۔ ان مطبوعہ تصانیف میں سے اکثر کا عکس ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

الاستاذ الکبیر شیخ عبدالغنی نابلسی حج ادا کر چکے تو اتوار پندرہ ذوالحجہ ۱۱۰۵ھ/آٹھ جولائی ۱۶۹۴ء کو شیخ عبداللہ بن سالم بصری اور صاحب کتاب فوائد الارتحال شیخ مصطفیٰ بن فتح اللہ حموی مکہ مکرمہ میں ان کی قیام گاہ پر آئے اور علمی موضوعات زیر بحث آئے۔ ایک روز بعد، منگل کو شیخ عبداللہ بصری پھر شیخ عبدالغنی نابلسی کے ہاں آئے۔

محدث ومسند حجاز شیخ عبداللہ بصری سے اخذ کرنے والوں میں ان کے بیٹے شیخ سالم بصری کے علاوہ شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ، شیخ عبدالکریم بن یوسف انصاری، شیخ ابو طاہر محمد کردی کورانی، شیخ محمد وفد اللہ بن محمد رودانی، شیخ عمر بن احمد عقیل، شیخ تاج الدین بن عبدالمحسن قلعی اور ان کے فرزند شیخ عبدالمنعم قلعی، شیخ الازہر جمال الدین عبداللہ بن محمد شبراوی، مولانا سیّد صبغۃ اللہ خیر آبادی، مولانا محمد حیات سندھی مدنی، مولانا ابو طیب محمد بن عبدالقادر سندھی مدنی، مولانا محمد بن عبدالھادی ابوالحسن سندھی کبیر مدنی، جیسے اسلامی دنیا کے اکابرین شامل ہیں۔(۱۷)

شاہ ولی اللہ کا سفر حجاز مقدس

شاہ احمد عرف ولی اللہ بن عبدالرحیم فاروقی دہلوی کی ولادت ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء کو اپنے ننھیال کے ہاں قصبہ پُھلت ضلع مظفر نگر میں ہوئی اور ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں دہلی میں وفات پائی جہاں والد کے پہلو میں قبر بنی۔

اپنے بڑے ماموں مولانا عبداللہ بن محمد صدیقی پھلتی اور ان کے فرزند مولانا محمد عاشق پھلتی (وفات ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء تقریبا) کے ہمراہ ۸ ربیع الآخر ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء کو دہلی سے حرمین شریفین روانہ ہوئے، اور پانی پت، لاہور، ملتان وغیرہ میں اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے سندھ کے شہر ٹھٹھہ پہنچے جہاں علماء وفضلاء وطلباء فیض یاب ہوئے۔ پھر بندرگاہ سُورت پہنچے اور بحری جہاز میں پینتالیس دن کے سفر کے بعد پندرہ ذی قعدہ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ ادائے حج کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں زیارت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ جہاں سے پندرہ شعبان ۱۱۴۴ھ کو واپس مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا اور حج ثانی ادا فرما کر وطن کی جانب قصد فرمایا، اور گوالیار، اکبر آباد میں مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کے بعد چودہ رجب ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء کو وطن دہلی پہنچے۔(۱۸)

''ظفر المحصّلین'' کی عبارت کا جائزہ

علامہ محمد حنیف گنگوہی دیوبندی نے ظفر المحصلین میں جن علماء حجاز کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اساتذہ بتایا' ان سب کا تعارف گزشتہ صفحات پر اردو قارئین کی نذر کیا گیا' یہاں ان کے نام وسنین وفات ایک نظر میں پیش ہیں:

☆......شیخ احمد بن علی شناوی (وفات ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۹ء)

☆......شیخ احمد بن محمد قشاشی (وفات ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۱ء)

☆......شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن احمد ادریسی (وفات ۱۰۸۵ھ/ ۱۶۷۵ء)

☆......شیخ محمد بن علاء الدین بابلی (وفات ۱۰۷۷ھ/ ۱۶۶۶ء)

☆......شیخ عیسیٰ بن محمد جعفری ثعالبی (وفات ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۶۹ء)

☆......شیخ حسن بن علی عجیمی (وفات ۱۱۱۳ھ/ ۱۷۰۲ء)

☆......شیخ عبداللہ بن سالم بصری (وفات ۱۱۳۴ھ/ ۱۷۲۲ء)

علامہ گنگوہی کی زیر تذکرہ عبارت میں کل آٹھ نام درج ہیں' جن میں ''شیخ سنادی'' اور ''شیخ احمد علی'' کو دو شخصیات قرار دیا گیا جبکہ یہ ایک ہی شخصیت اور درست و مکمل نام ''شیخ احمد بن علی شناوی'' ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کے سال ولادت اور ان سات علماء حجاز کے سنین وفات پر نظر ڈالنے سے بخوبی واضح ہے کہ ان میں سے چھ علماء کرام تو شاہ ولی اللہ کی پیدائش سے بھی قبل اس دنیا سے انتقال کر چکے تھے اور آخر الذکر یعنی شیخ عبداللہ بن سالم بصری کی وفات کے وقت شاہ ولی اللہ دہلوی کی عمر بیس برس تھی' جن کے انتقال کے مزید نو برس بعد دہلی سے حجاز مقدس کا سفر کیا۔ یوں علامہ گنگوہی کے ذکر کردہ علماء حجاز میں سے کوئی ایک بھی ان کے اساتذہ میں سے نہیں۔

ظفر المحصلین کے تصنیفی عمل میں علامہ گنگوہی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کی کتاب ''انفاس العارفین'' سے مواد اخذ کیا(۱۹) اور انفاس العارفین کے آخر میں شاہ ولی اللہ کی دوسری تصنیف ''انسان العین فی مشایخ الحرمین'' شامل ہے۔ جس میں ان ساتوں علماء حجاز کے حالات درج اور چھ کے سنین وفات بھی مذکور ہیں۔ لہٰذا مقام حیرت ہے کہ علامہ گنگوہی نے انہیں شاہ ولی اللہ کے اساتذہ کیسے قرار دے دیا۔

علامہ محمد حنیف گنگوہی نے دیباچہ میں یہ تو بتادیا کہ ظفر المحصلین کی تکمیل سے محض چار ماہ میں فراغت پائی (۲۰) لیکن کتاب میں شاہ ولی اللہ (۲۱) نیز دیگر شخصیات کے حالات میں اس نوع کی اغلاط در آئی ہیں، اس پر مزید یہ کہ کتابت میں اغلاط سے بھی پوری کتاب مالا مال ہے۔

شاہ ولی اللہ کے عرب مشائخ

بے شک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قیام حرمین شریفین کے دوران عرب علماء و مشائخ سے اخذ کیا، جن کے نام جاننے کے لئے دو اقسام کی تحریریں بنیاد ہیں۔ ایک شاہ ولی اللہ کی اپنی تصانیف اور دوسری سفر حجاز میں ان کے ساتھی مولانا محمد عاشق پھلتی کی تصنیف، جن سے بڑھ کر کوئی فرد شاہ ولی اللہ کے احوال پر آگاہ نہیں۔ کتاب ''شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان'' کے مصنف مولانا حکیم سیّد محمود احمد برکاتی کے بقول: ''شاہ محمد عاشق پھلتی صدیقی کے حضرت شاہ ولی اللہ سے کئی رشتے اور تعلق تھے، وہ شاہ صاحب کے ماموں زاد بھائی، نسبتی بھائی (سالے)، سمدھی، رفیق طفلی، شریک درس، شاگرد، مسترشد و خلیفہ تھے۔'' (۲۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا قافلہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب گامزن تھا کہ گیارہ شعبان ۱۱۴۴ھ کی رات مقام رابغ میں قیام کیا، تو خطاب کے دوران اپنے اقوال و احوال قلم بند کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تاکہ لوگ استفادہ اٹھائیں۔ یہ سن کر مولانا محمد عاشق پھلتی نے اسی وقت کچھ لکھا اور پھر باقاعدہ پندرہ شعبان کو مکہ مکرمہ میں اس کام کو

شروع کیا اور نام ”القول الجلی فی ذکر آثار الولی“ رکھا، جو شاہ ولی اللہ کے احوال وآثار پر اولین اور سب سے اہم کتاب ٹھہری۔(۲۳)

یہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اپنی تصانیف نیز القول الجلی کی روشنی میں ان کے عرب مشائخ کے نام اور پھر مختصر تعارف ملاحظہ ہو:

☆......شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم بن حسن کورانی۔(۲۴)

☆......شیخ تاج الدین بن عبدالمحسن قلعی۔(۲۵)

☆......شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ۔(۲۶)

☆......شیخ سالم بن عبداللہ بن سالم بصری۔(۲۷)

☆......شیخ عبدالکریم بن یوسف انصاری۔(۲۸)

☆......شیخ عمر بن احمد عقیل۔(۲۹)

☆......شیخ محمد وفداللہ بن محمد بن سلیمان رودانی مغربی۔(۳۰)

☆......شیخ عبدالرحمٰن بن احمد نخلی۔(۳۱)

☆......شیخ سیّد عبداللہ بن علی عیدروس۔(۳۲)

☆......**شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی:**

آپ کے والد شیخ برہان الدین ابراہیم بن حسن شہرانی شہر زوری کورانی، عراق کے علاقہ کردستان میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ ہجرت کی، وہیں پر ۱۱۰۱ھ/۱۶۹۰ء میں وفات پائی۔ وہ شافعی عالم، محدث، مسند، نقشبندی مرشد (۳۳) اور کلام ابن عربی کے شارح تھے (۳۴) اسّی [۸۰] سے زائد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ جن میں اپنی اسانید و مرویات کے بیان پر الامم لایقاظ الھمم، مطبوع نیز صوفیہ پر عقیدہ اتحاد وحلول کے الزام کے بطلان پر کتاب تنبیہ العقول علی تنزیہ الصوفیۃ عن اعتقاد التجسیم والعینیۃ والاتحاد والحلول ہے۔ جس پر حلب کے شیخ محمد ابراہیم الحسین نے تحقیق انجام دی اور ۲۰۰۹ء میں دارالبیروتی دمشق نے شائع کی۔ ادھر قاہرہ میں شیخ

محمد عبدالقادر نصار کی تحقیق سے دارۃ الکرز نے شائع کی۔ ہندوستان کے مولانا محمد بن فضل اللہ صدیقی برہانپوری (وفات ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۲۰ء) نے نظریہ وحدۃ الوجود کی توضیح پر کتاب التحفة المرسلة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی، شیخ ابراہیم کورانی نے اس کی شرح اتحاف الذکی لکھی، جس کے مخطوطات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، ٹوکیو یونیورسٹی جاپان نیز عرب دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ (۳۵)

جبکہ فرزند شیخ ابو طاہر محمد کورانی ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۴۵ھ/ ۱۷۳۳ء میں وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ جمال الدین، محدث، صوفی، خلافت عثمانیہ کی طرف سے طویل عرصہ مفتی شافعیہ مدینہ منورہ تعینات رہے۔ نیز اپنے دَور میں ظاہری و باطنی علوم میں علماء حرمین شریفین کے سرتاج تھے۔ عارف باللہ شیخ احمد قشاشی آپ کے نانا تھے۔

والد سے شرعی علوم کے علاوہ صوفیہ کے متعدد سلاسل میں اجازت پائی۔ نیز مفتی شافعیہ مدینہ منورہ شیخ سیّد محمد بن عبدالرسول برزنجی، شیخ محمد بن محمد بن سلیمان رودانی، شیخ احمد بن محمد نخلی نقشبندی، شیخ حسن بن علی عجیمی اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے اخذ کیا۔ آخر الذکر سے مسند امام احمد بن حنبل جیسی ضخیم کتاب دو ماہ سے بھی کم عرصہ میں روضہ اقدس کے پہلو میں ختم کی۔ اور شیخ حسن عجیمی سے مؤطا امام مالک گیارہ مجالس میں ختم کی۔ نیز بچپن میں والد کے توسط سے معمر عالم وصوفی مولانا عبداللہ بن سعد اللہ لاہوری مدنی سے جملہ اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔

الاستاذ الکبیر شیخ عبدالغنی نابلسی مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو شیخ جمال الدین ابوطاہر کورانی نے پانچ رمضان ۱۱۰۵ھ/ انتیس اپریل ۱۶۹۴ء کو روزہ افطار کے لئے گھر پر مدعو کیا۔ اور عید الفطر کے روز نماز عید ادا کرنے کے بعد شیخ ابو طاہر کورانی ان کی رہائش گاہ پر گئے۔ پھر عید کے تیسرے روز شیخ عبدالغنی نابلسی آپ کے گھر تشریف لائے اور والد شیخ برہان الدین ابراہیم کورانی کے متروکہ عظیم ذخیرہ کتب پر ایک نظر ڈالی نیز علمی نشست

منعقد ہوئی۔ چند روز بعد شیخ ابوطاہر کورانی کو بخار نے آ لیا تو اٹھارہ شوال کو شیخ نابلسی عیادت کے لئے آئے اور صحت وعافیت کے لئے دعا کی۔ اور شیخ عبدالغنی نابلسی حج ادا کرنے کے بعد واپس پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو تین محرم ۱۱۰۶ھ/ پچیس جولائی ۱۶۹۴ء کو شیخ ابوطاہر کورانی کے والد کے ایک اہم شاگرد نے شیخ نابلسی کے اعزاز میں گھر پر عظیم الشان دعوت ظہرانہ کا اہتمام کیا، جس میں مدینہ منورہ کے علماء وفضلاء کو مدعو کیا گیا اور یہ فرحت وانبساط بھرا اجتماع مغرب تک جاری رہا۔(۳۶)

جمال الدین شیخ ابوطاہر کورانی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے شاگردوں کے علاوہ چند تصنیفات یادگار چھوڑیں، جن میں سے تاحال کوئی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ مکتبہ حرم مکی میں آپ کی "ثبت" کا مخطوط زیر نمبر ۴۲۵۶ رعلوم الحدیث، پانچ اوراق میں محفوظ، سال کتاب ۱۱۲۳ھ ہے۔ علاوہ ازیں شرح شواهد الکافیة لاسترابازی کا اختصار تیار کیا۔(۳۷)

آپ سے اخذ کرنے والوں میں اہل مدینہ منورہ کے انساب پر مشہور مطبوعہ کتاب **تحفة المحبین والاصحاب فی معرفة ماللمدنیین من الانساب** کے مصنف شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالکریم انصاری اور ان کے بھائی شیخ یوسف انصاری، مدینہ منورہ میں نقشبندی مرشد کبیر شیخ اسماعیل بن عبداللہ اسکداری، صاحب کتاب **الاوائل السنبلیة** شیخ محمد سعید بن محمد سنبل شافعی مکی، شارح قصیدہ بردہ ومعمر شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبدالفتاح مجیری ازہری، کتاب الشفاء کے محشی محدث ومسند حلب شیخ عبدالکریم بن احمد شراباتی، محدث شام شیخ ابوالفداء اسماعیل بن محمد عجلونی دمشقی، شارح صحیح بخاری ومفتی شافعیہ دمشق شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن غزی، شارح صحیح بخاری شیخ شہاب الدین احمد بن علی منینی حنفی دمشقی، مفتی اعظم شام شیخ حامد بن علی عمادی حنفی، اور مولانا محمد حیات سندھی مدنی وغیرہ اسلامی دنیا کے اکابرین شامل ہیں۔(۳۸)

شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے ساتھیوں نے شیخ ابوطاہر کورانی سے بھرپور اخذ

واستفادہ کیا، جس کا مولانا محمد عاشق پھلتی نے ذکر کیا، ان کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

''چونکہ حضرت اقدس (شاہ ولی اللہ) کی فطرت میں بچپن ہی سے علم حدیث کی خدمت کا جذبہ تھا اور مدینہ منورہ جو ان علوم کا سرچشمہ تھا، آپ نے چاہا کہ جو عالی السند ہو اس سے کتب حدیث کی روایت نیز سند حاصل کریں۔ حضرت شیخ ابوطاہر کردی مدنی کی طرف جو ایک سن رسیدہ بزرگ تھے اور جامع علوم ظاہری و باطنی نیز ثقہ صوفی محدث تھے، اور حرمین شریفین میں ان کی ٹکر کا کوئی عالم نہ تھا، رجوع فرمایا اور بخاری شریف کو پچاس مجالس (جلسوں) میں از اوّل تا آخر سرسری پڑھا، کچھ سماعاً اور کچھ قراۃً۔ اور پوری مسند دارمی شریف مسجد نبوی میں محراب عثمانی کے قریب آٹھ جلسوں میں سماعت فرمائی اور بقیہ کتابیں شروع سے پڑھ کر اجازت حاصل کی۔ شیخ مذکور نے روز ختم بخاری شریف ایک خاص مجلس منعقد کی اور دعوت طعام کی (۳۹) سلاسل کثیرہ جیسے شطاریہ، سہروردیہ کبرویہ، شاذلیہ، رفاعیہ، حدادیہ، مدنیہ وغیرہ کی اجازت جو ان کو اپنے والد محترم شیخ ابراہیم کردی قدس سرہ سے جو اپنے زمانہ کے مشہور صوفی اور محدث تھے، ملی تھی حضرت اقدس کو عطا فرمائی۔ اور خرقہ وکلاہ قرب منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر باندھا۔'' (۴۰)

مولانا محمد عاشق پھلتی ان تمام اعمال میں شریک تھے، جس کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

ترجمہ: ''اور حضرت اقدس کے صحیح بخاری و دارمی و دیگر کتب قدوۃ المحد ثین شیخ ابوطاہر کردی مدنی سے پڑھنے کے وقت شرف سماع سے مشرف رہا اور اجازت روایت میں آپ کا طفیلی ہوا۔'' (۴۱)

شیخ ابوطاہر کردی کورانی نے شاہ ولی اللہ دہلوی، مولانا عبداللہ پھلتی، مولانا محمد عاشق پھلتی کو روایت کی تحریری اجازت بھی عطا کی، جس کے متن کا اکثر حصہ اتحاف النبیہ (۴۲) میں درج ہے۔ (۴۳)

شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی اسانید و مرویات کے بیان پر متعدد کتب لکھیں، جو پیش نظر ہیں، جن میں لاتعداد اسانید شیخ ابوطاہر کورانی کے طریق پر ہیں۔ اور صوفیہ کے جن

آٹھ سلاسل میں مختلف مشائخ سے خلافت پائی الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا پہلا حصہ انہی سے متعلق اپنی اسانید کے بیان اور سلاسل کے تعارف نیز ان میں رائج اورادواذ کار کے بیان پر ہے جس میں اکثر اسناد شیخ ابوطاہر کورانی کے طریق پر ہیں۔ نیز دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ سے متصل اسانید آپ کے طریق پر درج ہیں۔

القول الجمیل فی بیان سواء السبیل 'شاہ ولی اللہ کے حجاز مقدس حاضر ہونے سے قبل کی مختصر عربی تصنیف ہے (۴۴) جس میں بیعت صوفیہ کی حیثیت' آداب و شرائط مرشد طریقت' تین سلاسل قادریہ' چشتیہ' نقشبندیہ کا تعارف' امراض کا روحانی علاج' علماء ربانی کے فرائض کے موضوعات پر لکھا گیا۔ نیز مصنف ان تینوں سلاسل میں والد سے مجاز تھے اور ان کے طریق پر اسناد بھی درج کیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو القول الجمیل 'شیخ ابوطاہر کورانی کو پیش کی' جنہوں نے اپنے ہاتھ سے نقل فرما کر شاہ ولی اللہ کے سامنے پڑھی۔ (۴۵)

مدینہ منورہ میں ہی شیخ جمال الدین ابوطاہر کورانی کے حکم پر شاہ ولی اللہ نے شیعہ عقائد کے رد وتعاقب میں شیخ احمد فاروقی سرہندی عرف امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی رسالہ رد روافض کا عربی ترجمہ کیا نیز مفید اضافات کئے اور المقدمۃ السنیۃ فی الانتصار للفرقۃ السنیۃ نام دیا۔ جو شیخ ابوطاہر کورانی نے مولانا محمد عاشق پھلتی سے لکھوا کر اپنے پاس رکھا۔ (۴۶)

المقدمۃ السنیۃ کی مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی ازہری نے تصحیح انجام دی نیز تقدیم لکھی اور یہ پہلی بار ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء میں شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی نے ضمن مجموعہ چھپن صفحات پر بعد ازاں ادارہ معارف نعمانیہ لاہور نے شائع کی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ہندوستان واپس آئے تو انسان العین فی مشایخ الحرمین تالیف کی' جس میں شیخ ابوطاہر کورانی کے والد شیخ برہان الدین ابراہیم کورانی کے حالات شامل کئے۔ (۴۷)

☆......شیخ تاج الدین بن عبدالمحسن قلعی:

آپ کے اجداد ترکی سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آئے۔ آپ یہیں پیدا ہوئے اور ۱۱۴۹ھ/ ۱۷۳۶ء میں مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ بعض نے نام محمد تاج الدین لکھا' ابوالفضل' محدث' فقیہ حنفی' مسند' اور مدرس تھے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ حسن بن علی عجیمی' شیخ عبداللہ بن سالم بصری' شیخ عیسیٰ جعفری ثعالبی' شیخ احمد بن محمد نخلی نقشبندی' شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی رودانی' شیخ ابراہیم بن حسن کردی کورانی اور **المواهب اللدنية** کے شارح شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زُرقانی مالکی ازہری مصری ہیں۔ اوّل الذکر دواہم شیوخ واستاذ ہیں۔

شیخ تاج الدین قلعی خلافت عثمانیہ کی جانب سے مفتی احناف مکہ مکرمہ' قاضی شہر' امام وخطیب مسجد حرم نیز کتب صحاح ستہ وغیرہ کے مسجد حرم میں مدرس تھے۔ چند تصنیفات میں **منتخب الدراری فی ختم صحیح البخاری** 'مخطوط زیر نمبر ۳۸۰۸/۲ علوم الحدیث' کتابت ۱۱۹۲ھ' **ختم صحیح مسلم** 'مخطوط زیر نمبر ۳۸۰۸/۴ علوم الحدیث' کتابت ۱۱۹۲ھ' **سند القلعی الی البخاری** 'مخطوط زیر نمبر ۳۸۰۸/۱ علوم الحدیث' **ثبت**' دو نسخے زیر نمبر ۷۵۲/۲ علوم الحدیث' ۷۵۶/۳' کاتب مولانا عبدالستار بن عبدالوہاب صدیقی دہلوی مکی' سال کتابت ۱۳۰۶ھ' ۱۳۳۶ھ' چاروں مخزونہ مکتبہ حرم مکہ مکرمہ' نیز **تجرید جامع الترمذی** او **مختصر جامع الترمذی**' مخطوط مخزونہ **دار الکتب المصرية** قاہرہ سال تکمیل تالیف ۱۷/ ذیقعد ۱۱۴۷ھ' کے علاوہ **الاوائل القلعیه** اور مجموعہ فتاویٰ شامل ہیں۔

آپ سے اخذ کرنے والوں میں نعت گو شاعر شیخ ابراہیم بن سعید شافعی منوفی مکی' **تقریب التهذیب** نیز **الدر المختار** کے محشی شیخ سیّد امین بن حسن میر غنی حنفی مکی' صاحب کتاب **زهرا لخمائل فی ذکر من فی الحرمین الشریفین من اهل الفضائل** شیخ بدرالدین بن عمر خوج حنفی مکی' شیخ سیّد عمر بن احمد عقیل' مفتی اعظم شام شیخ

حامد بن علی عمادی حنفی، ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کے مصنف وشارح صحیح بخاری شیخ احمد بن علی منینی حنفی دمشقی، مسند الرباط شیخ احمد بن عبداللہ غربی رباطی، صاحب کتاب تحفة الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی شیخ محمد بن حسن المعروف بہ ابن ہمات زادہ دمشقی، عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصوفی، مدرس جامعہ ازہر شیخ احمد بن مصطفیٰ صباغ مالکی اسکندری، اور فرزندان مفتی احناف مکہ مکرمہ وامام و خطیب مسجد حرم، صاحب کتاب رفع العوائق عن فهم رمز الحقائق شیخ عبدالمنعم بن تاج الدین قلعی، مصنف وشاعر شیخ علی قلعی اسکندری کے علاوہ مولانا ابوالمکارم محمد بن اشرف نقشبندی سندھی شامل ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی اوران کے ساتھی مدینہ منورہ سے واپس مکہ مکرمہ پہنچے تو شیخ تاج الدین قلعی کے درس صحیح بخاری میں شرکت کی نیز کتب صحاح ستہ، مؤطا امام مالک، مسند الدارمی، کتاب الآثار امام محمد کے اجزاء واطراف پڑھیں نیز المسلسل بالاولیة سماعت کی اور جملہ کتب میں روایت کی اجازت پائی۔ (۴۸)

☆......شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ:

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء میں وہیں وفات پائی، محلہ معابدہ میں واقع اپنی خانقاہ میں تدفین عمل میں آئی۔ ابوعبداللہ، طاہر، جمال الدین، حنفی، مفسر، محدث، مؤرخ، مسند نیز قادری مرشد تھے۔ آپ کے مشائخ میں شیخ حسن بن علی عجیمی، شیخ عبداللہ بن سالم بصری اہم ہیں، نیز شیخ القراء والمحدثین صاحب کرامات ومصنف شیخ ابوالمواہب محمد بن عبدالباقی حنبلی دمشقی سے اخذ کیا۔ اور شیخ تاج الدین بن احمد دھان حنفی مکی سے صوفیہ کے سلسلہ سہروردیہ، شیخ احمد بن محمد نخلی مکی سے نقشبندیہ نیز شاذلیہ، شیخ سیّد محمد بن علی بن احمد احمدی سے سطوحیہ بدویہ، شیخ حسین بن عبدالرحیم حنفی مکی سے قادریہ، شیخ سیّد عبداللہ بن علی باحسین سقاف نزیل مدینہ منورہ سے علویہ، قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ سلاسل اور عارف باللہ صوفی کبیر شیخ سیّد عبداللہ بن علوی حداد حضرمی سے علویہ، شیخ سیّد علی

بن عبداللہ عیدروس تریمی مقیم سورت ہندوستان سے بذریعہ مراسلت عیدروسیہ قادریہ، شیخ سیّد سعد اللہ بن غلام محمد سلونی رائے بریلوی سے شطاریہ، قادریہ نیز شیخ سیّد قاسم بن محمد جیلانی بغدادی رومی سے قادری سلاسل میں اجازت پائی۔

شیخ جمال الدین طاہر ابن عقیلہ مکہ مکرمہ میں قادری مرشد، مدرس اور مصنف کے طور پر جانے گئے اور وہاں اسلامی دنیا سے وارد ہونے والے علماء ومشائخ نے آپ سے اخذ کیا اور نوّے [90] کے قریب تصانیف مختلف موضوعات پر یادگار چھوڑیں۔ جن میں سے محض چار کی اشاعت کی اطلاع ہے۔

قرآن کریم میں جن علوم وموضوعات کا بیان ہے، ان کے تعارف وتفسیر پر محققین کے بقول تین کتب سب سے اہم ہیں۔ پہلی کتاب امام بدر الدین محمد بن بھادر زرکشی شافعی (وفات ۷۹۴ھ/۱۳۹۲ء) کی "البرهان فی علوم القرآن"، جس میں اڑتالیس علوم بیان کئے گئے۔ دوسری امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی (وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) کی "الاتقان فی علوم القرآن" جس میں علوم کی تعداد اسّی [80] ہے۔ اور تیسری شیخ جمال الدین ابن عقیلہ کی "الزیادة والاحسان فی علوم القرآن"، جس میں ایک سو چوّن [154] قرانی علوم کا بیان ہے۔ یوں شیخ ابن عقیلہ کی یہ کتاب موضوع کے اعتبار سے چودہ صدیوں میں سب سے اہم کتاب قرار پائی۔

الزیادة والاحسان فی علوم القرآن کے مختلف اجزاء پر تحقیق انجام دے کر پانچ طلباء نے ایم فل کی اسناد حاصل کیں۔ پھر ان پانچوں کے تحقیقی عمل پر بارہ ڈاکٹرز نے نظر ثانی کی اور طباعت کے لئے تیار کیا اور مکمل کتاب پہلی بار ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء میں شارقہ یونیورسٹی متحدہ عرب امارات نے دس جلد کے ۴۹۸۸ صفحات پر شائع کی۔

شیخ ابن عقیلہ کی دوسری مطبوعہ کتاب الفوائد الجلیلة فی مسلسلات ابن عقیلة ہے جو ڈاکٹر محمد رضا قھوجی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء میں دار البشائر الاسلامیة بیروت نے ۲۰۸ صفحات پر پیش کی اور یہ آپ کی اسانید ومرویات کے بیان

پر ہے۔قبل ازیں المنطق الفهوانی والمشهد الروحانی فی المعاد الانسانی '۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں مطبع کردستان العلمية قاہرہ سے ضمن مجموعہ صفحہ ۴۳۸ تا ۴۸۶ پر چھپی۔اور النفحات الزکية 'عنوان سے آپ کے موزوں کردہ درود و سلام علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی (وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) کی کتاب سعادة الدارين فی الصلاة علی سیّدالکونين میں مسلسل نمبر ۱۲۵ کے تحت شامل، جو پہلی بار ۱۳۱۶ھ میں بیروت سے بعدازاں عرب وعجم سے بارہا شائع ہوئی۔

الجوهر المنظوم فی التفسير بالمرفوع من کلام سیّد المرسلين والمحکوم نام سے شیخ جمال الدین ابن عقیلہ نے قرآن مجید کی ضخیم تفسیر لکھی جس میں فقط احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا۔ یہ منفرد تفسیر تا حال شائع نہیں ہوئی اور متعدد طلبا و طالبات اعلیٰ علمی اسناد کے حصول کے لئے اس پر تحقیق انجام دے رہے ہیں، چند کے نام وکام یہ ہیں:

☆......سورۃ الفاتحہ کے آغاز سے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۸۲ تک کی تفسیر پر محمد مصطفیٰ علی حسن عین شمس یونیورسٹی قاہرہ میں تحقیق انجام دے کر ۲۰۰۳ء میں ایم فل کی سند پائی۔

☆......سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳ سے ۲۰۳ تک کی تفسیر پر ابھا یونیورسٹی سعودی عرب کی طالبہ نصرت بنت سعد بن سعید احمری نے کام کے نتیجہ میں ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں ایم فل کیا، ان کا مقالہ ۶۰۳ کمپوز شدہ صفحات پر ہے۔

☆......سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۴ تا ۲۴۵ پر مریم بنت فائز بن عوضہ اسمری نے اسی یونیورسٹی سے ۲۰۰۹ء میں ایم فل کیا۔ مقالہ کمپوز شدہ ۹۶۷ صفحات پر ہے۔

☆......سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۶ سے سورت کے خاتمہ تک، یہیں سے منیرہ بنت عامر بن عبداللہ دعرمی نے ۲۰۱۰ء میں ایم فل کیا۔ کمپوز شدہ صفحات ۶۵۵۔

☆......سورۃ آل عمران، مکمل کی تفسیر پر ہند بنت ابراہیم بن عبداللہ تویجری نے

اسی یونیورسٹی سے ۲۰۰۸ء میں پی ایچ ڈی کی۔

☆ ......سورۃ الرعد کے آغاز سے سورۃ ابراہیم کے خاتمہ تک، رحمت بنت احمد بن عبدہ آل احمد نے تحقیق انجام دے کر ابہا یونیورسٹی سے ۲۰۱۰ء میں ایم فل کیا، جو کمپوز شدہ ۵۱۴ صفحات پر ہے۔

علاوہ ازیں درود وسلام پر مبنی **مفتاح السعادة فی الصلاة علی سیّد السادة** صلی اللہ علیہ وسلم، اسّی [80] صفحات پر مشتمل صاف ومکمل مخطوط مخزونہ ریاض یونیورسٹی جس کے آغاز میں بتایا کہ میں نے یہ دلائل الخیرات کی طرز پر تالیف ومرتب کی۔ اور جن اولیاء اللہ سے صوفیہ کے مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت پائی، ان سلاسل کی اسناد کی بیان پر مشتمل کتاب **عقد الجواهر فی سلاسل الاکابر** لکھی جس کا مخطوط ریاض یونیورسٹی میں زیر نمبر ۴۸۴۹ مجموع کے ورق نمبر ۱۹۱ تا ۲۱۳ پر اور سال کتابت ۱۱۷۴ھ ہے۔ اور سیّدنا ادریس علیہ السلام سے منسوب چالیس اسماء الحسنٰی کی شرح بنام **الاسرار المطوية فی الاسماء السهروردية** لکھی، مخطوط مخزونہ جامعہ ازہر قاہرہ، نو اوراق پر مشتمل مکمل نسخہ۔ مذکورہ تینوں مخطوطات کے عکس ان دنوں انٹرنیٹ میں دست یاب ہیں۔

شیخ ابن عقیلہ کی دیگر تصانیف کے مخطوطات دنیا بھر میں ہیں۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ میں ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین پر قائم مکتبہ مکہ مکرمہ میں **نسخة الوجود فی الاخبار عن حال الوجود**، محفوظ ہے جو سیّدنا آدم علیہ السلام سے مصنف کے دور تک کی تاریخ ومشہور اسلامی شخصیات کے احوال پر، جس کا سال تکمیل تصنیف جمادی الاوّل ۱۱۲۳ھ ہے۔ اور حرم مکی کے تابع کتب خانہ میں **رسالة السر الاسریٰ فی معنی سُبْحٰنَ الَّذِی اَسْریٰ**، **رفع الذکر ووضع الوز فی فضل الذکر**، **عروس الارواح فی شرح معنیٰ حدیث الارواح**، **فقه القلوب و معراج الغیوب**، **فیض المنان فی معنی لیس بالامکان**، **القول النفیس فی الجواب عن اسئلة ابلیس**، **کشف الحوبة فی معانی التوبة**، ادھر دار الکتب

مصریہ قاہرہ میں تصوف کے موضوع پر النفحات الصمدیة والفتوحات القدسیه ، نیز دیگر مقامات پر دو مولود ناموں کے مخطوطات محفوظ ہیں۔

مفسر و محدث مسند و مؤرخ شیخ جمال الدین محمد ابن عقیلہ سے مکہ مکرمہ اور دیگر مقامات پر خلق کثیر فیض یاب ہوئی۔ آپ سے اخذ کرنے والوں میں شیخ سیّد عمر بن احمد عقیل شافعی مکی، شارح صحیح بخاری شیخ احمد بن علی منینی حنفی نقشبندی مجددی دمشقی، مفتی اعظم شام و مفسر شیخ حامد بن علی عمادی حنفی، صاحب الاوائل العجلونية ومحدث شام شیخ ابوالفداء اسماعیل بن محمد عجلونی دمشقی، محدث شام شیخ عبدالرحمٰن بن محمد کزبری کبیر، محدث حلب و درود و سلام وغیرہ موضوعات پر کتب کے مصنف شیخ عبدالکریم بن احمد شراباتی شافعی، اور شارح صحیح بخاری، دلائل الخیرات نیز صاحب کتاب الحجج القطعية لانفاق الفرق الاسلامية شیخ عبداللہ بن حسین سویدی عباسی شافعی بغدادی اور ان کے فرزند شیخ محمد سعید سویدی، قاہرہ کے خلوتی مرشد کبیر و کثیر التصانیف شیخ مصطفیٰ بن کمال الدین البکری صدیقی حنفی دمشقی، عارف باللہ و مصنف شیخ محمد بن حسن منیر سمنودی ازہری شافعی خلوتی، قطب یمن شیخ سیّد عبداللہ بن جعفر مدھر شافعی، محدث مدینہ منورہ مولانا محمد صادق عرف ابوالحسن سندھی صغیر شامل ہیں۔ اور شیخ مصطفیٰ بن الحاج ابراہیم العطار نے شیخ ابن عقیلہ سے دلائل الخیرات میں روایت کی تحریری اجازت پائی، جس کا مخطوط آپ کی مہر سے مزین ریاض یونیورسٹی میں محفوظ مجموعہ زیر نمبر ۴۸۴۹ کے صفحہ ۱۸۹ پر درج ہے۔(۴۹)

اسلامیان پاک و ہند نے شیخ ابن عقیلہ کے احوال و آثار پر کسی قدر کام کیا۔ چنانچہ آپ کی مقبول تصنیف الفوائد الجليلة فی مسلسلات ابن عقيلة پر شاہ ولی اللہ دہلوی کے شاگرد و فخر ہند مولانا سیّد حافظ محمد مرتضیٰ بلگرامی زَبیدی مصری نے تعلیقات لکھیں جس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ حرم مکہ مکرمہ میں بنام التعليقة الجليلة على مسلسلات ابن عقيلة ، بخط مولانا عبدالستار صدیقی دہلوی مکی موجود ہے۔ اور محدث

مدینہ منورہ مولانا محمد عابد سندھی نے الفوائد الجلیلة سے چند مسلسلات اخذ کر کے اپنی مشہور تصنیف حصر الشارد کے دوسرے باب میں مع اضافات درج کیں۔(۵۰) اور مولانا سیّد احمد علی قادری رامپوری مدنی (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں زندہ) نے اختصار تیار کیا' جو انہی کا تحریر کردہ مختصر مسلسلات ابن عقیلة عنوان سے مکتبہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ کے ذخیرہ عمر حمدان میں زیر نمبر ۱۳/۱۰۸ر مجموعہ محفوظ ہے۔

اور گزر چکا کہ علامہ ابوالمحاسن یوسف نبہانی نے شیخ ابن عقیلہ کے موزوں کردہ درود وسلام النفحات الزکیة کو سعادة الدارین میں شامل کیا۔ علامہ نبہانی کی اس کتاب کا مولانا محمد عبدالقیوم بن سعد اللہ خان نے اردو ترجمہ کیا جو متن کے ساتھ لاہور و دہلی سے چھپا۔ جس میں النفحات الزکیة کا متن و ترجمہ دوسری جلد کے صفحہ ۲۸۴ تا ۳۰۳ پر مطبوع ہیں۔ علاوہ ازیں نقشبندی مجددی شخصیات کے حالات و خدمات پر کراچی سے شائع شدہ ضخیم اردو مجموعہ ''جہان امام ربانی'' میں شیخ ابن عقیلہ کے حالات درج ہیں۔

۱۱۴۳ھ میں شیخ ابن عقیلہ وطن مکہ مکرمہ سے شام' عراق' عثمانی دارالخلافہ استنبول کے دورہ پر روانہ ہوئے جہاں دمشق وحلب اور بغداد وغیرہ میں علمی مجالس منعقد ہوئیں اور اہل ذوق نے آپ سے بھرپور اخذ و استفادہ کیا۔ اور کئی ماہ تک مکہ مکرمہ سے دُور رہے۔(۵۱) جبکہ انہی ایام میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجاز مقدس میں موجود تھے۔ لہٰذا آپ سے بعض علوم اخذ کر کے روایت کی اجازت پائی اور ملاقات و استفادہ کے لئے کم وقت ملا۔

☆ ...... شیخ سالم بن عبداللہ بن سالم بصری:

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء کو وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلاة میں قبر بنی۔ شافعی عالم' مسند' اور سماجی خدمات میں فعال نیز عثمانی حکام کے ہاں مقبول شخصیت تھے۔ جملہ علوم والد گرامی سے حاصل کئے۔ آپ کا ذخیرہ کتب مکہ مکرمہ کے اہم علمی خزائن میں شمار ہوا جس میں بطور خاص کتب احادیث جمع کی گئیں تھیں۔ آپ

نے اسے سنبھالنے کا اہتمام کیا۔ مکہ مکرمہ میں زائرین کے لئے رباط (سرائے) تعمیر کرائی۔ اپنے جلیل القدر والد کی مرویات واسانید پر مبنی کتاب **الامداد بمعرفة علو الاسناد** کو مختصر کیا اور گزر چکا کہ یہ حیدرآباد دکن سے چھپی۔

شیخ سالم بصری سے اخذ کرنے والوں میں شاہ ولی اللہ کے علاوہ مسند یمن قاضی و مصنف شیخ احمد بن محمد ابن قاطن صنعانی، یمن کے ہی داعی اجتہاد وصاحب کتاب **سبل السلام شرح بلوغ المرام** شیخ محمد بن اسماعیل ابن الامیر صنعانی، شیخ ابراہیم بن محمد الریس زمزمی شافعی نقشبندی مکی، مولانا ابوالحسن محمد بن محمد صادق سندھی صغیر، اور مولانا الحاج محمد افضل سیالکوٹی دہلوی نقشبندی (۵۲) شامل ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے **انسان العین فی مشایخ الحرمین** میں آپ کے والد کے حالات پیش کئے۔ (۵۳)

☆......شیخ عبدالکریم بن یوسف انصاری:

مدینہ منورہ میں ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مسجد نبوی میں خطیب نیز روضہ مطہرہ کے پہلو میں حلقہ درس منعقد کرتے۔ والد کے علاوہ مفتی شافعیہ مدینہ منورہ وکثیر التصانیف شیخ سیّد محمد بن عبدالرسول برزنجی، محدث ومسند مکہ مکرمہ شیخ عبداللہ بن سالم بصری، صاحب **فتاویٰ الخلیلیة** شیخ شمس الدین محمد بن محمد خلیلی قدسی شافعی قادری، شارح **المواھب اللدنیة** محدث مصر شیخ محمد بن عبدالباقی ازہری زُرقانی مالکی، الاستاذ الکبیر شیخ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی سے اخذ کیا۔ مصروشام، بیت المقدس اور ترکی کے علمی اسفار کیئے۔ چند کتب پر حواشی قلم بند کئے اور چار بیٹے شیخ یوسف، شیخ ابوالبرکات، شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ علی نام کے تھے اور سبھی علماء وفضلاء میں شمار ہوئے۔

شیخ عبدالرحمٰن انصاری کی **تحفة المحبین والاصحاب فی معرفة ماللمدنیین من الانساب** موضوع کے اعتبار سے منفرد کتاب ہے۔ (۵۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے رفقاء کی آپ سے ملاقات واخذ کا واقعہ دلچسپ وایمان افروز ہے۔ خطیب و مدرس مسجد نبوی شیخ عبدالکریم انصاری نے خواب میں شاہ ولی اللہ دہلوی کو دیکھا اور ان کی مدینہ منورہ آمد کی بشارت ملی۔ چنانچہ ادائے حج کے بعد ربیع الاوّل میں شاہ ولی اللہ کا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو شیخ عبدالکریم انصاری احباب سمیت منتظر تھے اور تلاش کرتے ہوئے آ ملے۔ بعدازاں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مشائخ کے طریق پر روایت کی اجازت عطا کی۔ مولانا محمد عاشق پھلتی ان تمام مراحل پر موجود تھے،ان کی تحریر کا ترجمہ یہ ہے:

''حضرت اقدس (شاہ ولی اللہ) کے مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل شیخ عبدالکریم انصاری من اولاد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو اکابر اہل مدینہ میں سے تھے، حضرت اقدس کو خواب میں دیکھا اور مواجھہ شریف میں آپ کی عظمت وبزرگی معلوم ہوئی، اس بنا پر وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو وہ معہ اپنے قافلہ کے حضرت اقدس کو ڈھونڈتے ہوئے آئے اور ملاقات کر کے مذکروہ بالا خواب بیان کیا اور روضہ منورہ کے قریب مقام اصحاب صفہ میں حدیث مسلسل کی وہ اسناد جوان کو پہنچی تھیں، روایت کر کے اجازت دی۔'' (۵۵)

☆......شیخ سیّد عمر بن احمد ابن عقیل سقاف:

۱۱۰۲ھ/ ۱۶۹۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۱۷۱ھ/ ۱۷۵۸ء میں بقول بعض ۱۱۷۴ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ ابوحفص، نجم الدین، شافعی عالم، محدث، مسند تھے۔ اور اپنے نانا شیخ عبداللہ بن سالم بصری کے علاوہ شیخ احمد بن محمد نخلی نقشبندی، شیخ حسن بن علی عجیمی اور صاحب کتاب فوائد الارتحال شیخ مصطفیٰ بن فتح اللہ حموی، شیخ تاج الدین بن عبدالمحسن قلعی، شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ سے اخذ کیا (۵۶) بعض نے لکھا کہ آپ شیخ عبداللہ بن سالم بصری کے بھانجا تھے لیکن صاحب فھرس الفھارس نے بخوبی واضح کیا کہ نواسہ تھے۔

آپ کے شاگردوں میں شیخ ابراہیم بن محمد الریس زمزمی شافعی مکی، صاحب الاوائل السنبلیۃ شیخ محمد سعید بن محمد سنبل شافعی مکی، مدینہ منورہ میں علماء احناف کے سرتاج ومسجد نبوی میں امام ومدرس نیز شہر کے قاضی شیخ علی بن محمد شروانی، خلافت عثمانیہ کے شیخ الاسلام اسماعیل بن محمد استنبولی حنفی عرف کاتب زادہ، درمختار کے محشی شیخ ابوالبرکات زین الدین مصطفیٰ بن رحمتی حنفی دمشقی مکی مدنی، شیخ عبداللہ بن حسین سویدی شافعی بغدادی اوران کے فرزند شیخ محمد سعید سویدی، نقشبندی صوفی کبیر وکثیر التصانیف شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن مصطفیٰ عیدروس، کتاب عجائب الآثار عرف تاریخ الجبرتی کے مصنف کے والد شیخ حسن بن ابراہیم جبرتی حنفی اور مولانا حافظ سیّد محمد مرتضیٰ بلگرامی زَبیدی مصری شامل ہیں۔(۵۷)

☆......شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن محمد بن سلیمان رودانی مغربی:

آپ کے والد مشہور مالکی عالم، محدث، مسند، مصنف، مدرس، صوفی، فلکی، اور اقلیدس وہیئت وغیرہ علوم کے ماہر تھے۔ وہ مراکش کے شہر تارودانت میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ پھر مکہ مکرمہ مقیم رہے اور۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں دمشق میں وفات پائی جہاں قبرستان سفح قاسیون میں قبر بنی۔ مکہ مکرمہ میں شادی کی اور وہاں کی بااثر ومقبول شخصیات میں سے تھے۔ چند تصانیف میں صلۃ الخلف بموصول السلف مطبوع ومشہور ہے۔ ان کے حالات سیر وتراجم کی کتب میں بآسانی دست یاب ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی "انسان العین فی مشایخ الحرمین" میں درج کیے۔(۵۸)

جبکہ بیٹا شیخ محمد وفد اللہ رودانی جن سے شاہ ولی اللہ نے اخذ کیا، ان کے حالات سامنے نہیں آئے۔ وہ۱۱۴۹ھ/۱۳۶ء تک زندہ تھے اور صاحب فہرس الفہارس علامہ سیّد محمد عبدالحئ بن عبدالکبیر کتانی مالکی مغربی (وفات۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے حالات کھوجنے کی کافی کوشش کے بعد لکھا کہ مراکش کے شیخ عبدالقادر جیلانی السحاقی (۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء میں زندہ) حج وزیارت کے لئے حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ

محمد وفد اللہ سے ملاقات ہوئی جس کا ذکر سفر نامہ میں کیا۔

اب مراکش کے ہی شیخ عربی دائز فریاطی نے بتایا کہ شیخ وفد اللہ کی ملکیت چند کتب نیز ان کی نقل کردہ کچھ کتب میں نے مکتبہ شاہ عبد العزیز مدینہ منورہ کے ذخیرہ رباط عثمانی میں دیکھیں۔

شیخ محمد وفد اللہ کے شیوخ میں والد کے علاوہ شیخ حسن بن علی عجیمی اور شیخ عبد اللہ بن سالم بصری کے نام ہیں۔(۵۹)

شاہ ولی اللہ دہلوی نے آپ سے موطا امام مالک اول تا آخر پڑھی اور والد کے طریق پر جملہ مرویات نیز سلاسل صوفیہ میں اجازت پائی۔ اور موطا امام مالک کی سند روایت نیز تصوف کی مشہور کتاب شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم کلاباذی بخاری (وفات ۳۸۰ھ/۹۹۰ء) کی **التعرف لمذهب اهل التصوف** سے متصل سند انہی کے طریق پر "**الفضل المبين**"میں درج کی۔ اور "**احاديث مسلسلة بالمحمدين**" بھی شیخ محمد وفد اللہ کے طریق پر بیان کی جس کے تمام راویان کا نام محمد ہے۔

☆......**شیخ عبد الرحمٰن بن احمد نخلی:**

آپ کے والد شیخ احمد بن محمد نخلی مکہ مکرمہ کے مشہور شافعی عالم، محدث، مسند، مدرس مسجد حرم، عارف کامل اور مصنف تھے۔ وہ ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۷ء میں وہیں وفات پائی۔ اکابر مشایخ سے تعلیم و تربیت پائی نیز بچپن میں مولانا تاج الدین بن زکریا عثمانی سنبھلی مکی نقشبندی سے وابستہ ہوئے بعد ازاں شیخ سیّد میر کلاں بن محمود بلخی حنفی سے خلافت پائی اور مکہ مکرمہ میں نقشبندی مرشد کبیر ہوئے۔ شیخ احمد نخلی کی سند دلائل الخیرات علو کے اعتبار سے آج بھی اہل ذوق کی توجہ کا مرکز ہے۔ اپنی مرویات کے بیان پر کتاب **بغية الطالبين لبيان المشايخ المحققين المعتمدين** تالیف کی جو مطبوع و مقبول ہے اور **انسان العين فی مشايخ**

الحرمین (۶۰) وغیرہ میں حالات درج ہیں۔
لیکن شیخ احمد نخلی کے فرزند شیخ عبدالرحمٰن نخلی جن سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اخذ کیا ان کے حالات دست یاب نہیں۔

☆......شیخ سیّد عبداللہ بن علی عیدروس:

شاہ ولی اللہ نے شیخ سیّد عبداللہ عیدروس کے طریق پر سند المصافة بیان کی جس میں ایک جگہ نام عبداللہ عیدروس (۶۱) اور دوسرے مقام پر عبید اللہ عیدروس (۶۲) درج ہے جو کتابت میں غلطی ہے اور اصل نام غالباً عبداللہ ہے۔ اس سند کا ترجمہ ومفہوم یہ ہے۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں، میں نے مصافحہ کیا شیخ سیّد عبداللہ بن علی عیدروس سے، اور شیخ عبداللہ عیدروس نے مصافحہ کیا شیخ سیّد جعفر صادق بن مصطفیٰ عیدروس سے، اور شیخ جعفر عیدروس نے کہا مجھ سے مصافحہ کیا غانم نے، ۱۰۹۸ھ میں ایک روز نماز عصر کے بعد جب میں والد کے ساتھ تھا اور ان کی خواہش پر غانم نے مصافحہ کیا نیز والد نے مجھے بتایا کہ غانم ان جنّات میں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجن میں فرمایا ہے، تب ان کی عمر سات سو برس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا۔

اس سند مصافحہ سے ثابت وعیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے ایک عرب عارف باللہ شیخ عبداللہ عیدروس سے مصافحہ کر کے اس سلسلہ میں روایت کی اجازت پائی جو محض تین واسطوں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے۔

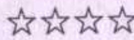
شیخ عبداللہ عیدروس کی شخصیت سے متعلق معلومات تک راقم سطور کی رسائی نہیں ہو سکی۔ البتہ شیخ سیّد جعفر صادق عیدروس کے احوال معلوم و پیش نظر ہیں (۶۳) جو حضر موت یمن کے علمی وروحانی شہر تریم میں پیدا ہوئے، ہندوستان ہجرت کی اور سُورت شہر میں ۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۹ء میں وفات پائی۔ وہ شافعی عالم، صوفی کبیر اور صاحب کرامات نیز شاعر ومصنف تھے۔

ہماری رائے میں شیخ سیّد عبداللہ عیدروس اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے درمیان

ملاقات واخذ کا عمل خطہ ہند پر پیش آیا اور غالب امکان ہے کہ شیخ سیّد جعفر صادق عیدروس کی ۱۱۴۲ھ میں وفات کے بعد یہ ملاقات سُورت شہر میں ہوئی۔

یاد رہے رمضان ۱۱۴۳ھ میں شاہ ولی اللہ سُورت میں تھے اور یہیں سے حجاز مقدس روانہ ہوئے اور ۱۱۴۵ھ میں بندرگاہ سُورت پر ہی واپس آئے (۶۴) قبل ازیں بیس برس کی عمر میں تقریباً ۱۱۳۰ھ/ ۱۷۱۸ء میں بھی شاہ ولی اللہ نے سُورت کا سفر کیا (۶۵) لیکن تب شیخ عبداللہ عیدروس سے ملاقات واخذ کا واقعہ محال ہے، کیونکہ خود شیخ جعفر صادق عیدروس زندہ تھے جن سے مصافحہ واجازت سے اس سند میں مزید علو کا حصول ممکن تھا۔

آئندہ ادوار میں شاہ ولی اللہ کے طریق پر روایت کرنے والے بعض اکابر علماء نے یہ سند اپنی تصانیف میں درج کی۔(۶۶)



آخر میں محدث و مسند ہند عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی دہلوی کے ان عرب مشائخ کے نام مع القاب ایک نظر میں ملاحظہ ہوں:

☆......شیخ جمال الدین ابوطاہر محمد بن ابراہیم کورانی شافعی کردی مدنی (وفات ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۳ء)

☆......شیخ تاج الدین محمد بن عبدالمحسن قلعی حنفی مکی (وفات ۱۱۴۹ھ/۱۷۳۶ء)

☆......شیخ شمس الدین محمد بن احمد ابن عقیلہ حنفی مکی (وفات ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء)

☆......شیخ سالم بن عبداللہ بن سالم بصری شافعی مکی (وفات ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء)

☆......شیخ عبدالکریم بن یوسف انصاری حنفی مدنی مکی (وفات ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء)

☆......شیخ ابوحفص نجم الدین سیّد عمر بن احمد ابن عقیل سقاف شافعی مکی (وفات ۱۱۷۱ھ/۱۷۶۸ء)

☆......شیخ محمد وفداللہ بن محمد بن محمد بن سلیمان رودانی مالکی مغربی مکی (۱۱۴۹ھ/۱۷۳۶ء میں زندہ)

☆......شیخ عبدالرحمٰن بن احمد نخلی شافعی مکی۔

☆......شیخ سیّد عبداللہ بن علی عیدروس شافعی حضرمی ہندی

☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

۱- ظفر المحصلین باحوال المصنفین، یعنی حالات مصنّفین درس نظامی، علامہ محمد حنیف گنگوہی، اشاعت ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء دارالاشاعت کراچی، کل صفحات ۳۹۰، سال تالیف ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء۔

۲- ظفر المحصلین، صفحہ ۴۰ تا ۵۵، ۱۷۹ تا ۱۸۱۔

۳- ظفر المحصلین، صفحہ ۴۴۔

۴- ابجدا لعلوم میں "الشناذی" لکھا ہے جو صحیح نہیں۔

۵- شیخ احمد شناوی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ ۶۶۲/ الاعلام، جلد ۱ صفحہ ۱۸۱/ الامم لایقاظ الهمم، صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹/ خلاصة الاثر، جلد ۱ صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۹/ فوائد الارتحال، جلد ۲ صفحہ ۵۸۵/ فهرس الفهارس، جلد ۱ صفحہ ۲۵۴/ معجم المؤلفین، جلد ۱ صفحہ ۲۰۵/ معجم المطبوعات العربیة والمعربة جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۶/

۶- شیخ عبدالحلیم (خبایاالزوایا، صفحہ ۸۶/ فوائد الارتحال جلد ۲ صفحہ ۳۱۰) گجراتی شطاری کا نام دیگر نے عبدالحکیم (خلاصة الاثر، جلد ۱ صفحہ ۳۸۶) نیز عبدالکریم (فهرس الفهارس، جلد ۲ صفحہ ۹۷۰) لکھا ہے۔ مزید حالات پیش نظر نہیں۔

۷- شیخ احمد قشاشی کے حالات: ابجدالعلوم، صفحہ ۶۶۲/ الاعلام، جلد ۱ صفحہ ۲۳۹/ الامم لایقاظ الهمم، صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰/ جامع کرامات اولیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ تا ۴۳۳/ خبایا الزوایا، صفحہ ۸۵ تا ۹۲/ خلاصة الاثر، جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ تا ۳۸۸/ السمط المجید، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۴/ فوائد الارتحال جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ تا ۳۴۰/ فهرس الفهارس، جلد ۱ صفحہ ۳۴۷، جلد ۲ صفحہ ۹۷۰ تا ۹۷۱، ۱۰۶۰/ معجم المؤلفین، جلد ۱ صفحہ ۳۰۴/ معجم المطبوعات العربیة فی شبه، صفحہ ۳۵۰/ معجم المطبوعات العربیة والمعربة جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۳/ موسوعة اعلام فلسطین، جلد ۱ صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۱۔

۸- اپنی زندگی میں قبر تیار کرانے کی تاریخ پر ڈاکٹر محمد بن عزوز کی کتاب اتحاف النبها بتراجم من حفروا قبورهم وهم احیاء، پہلی بار ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں مرکز التراث الثقافی المغربی الدار البیضاء نے ۹۴ صفحات پر شائع کی۔ جس میں ان بارہ مشاہیر کے حالات درج ہیں جنہوں نے زندگی میں ہی قبر تیار کرائی۔ ان میں صحابی جلیل حضرت ابوموسیٰ اشعری (وفات ۴۴ھ/۶۶۵ء) عباسی خلیفہ ہارون رشید (وفات ۱۹۳ھ/۸۰۹ء) بغداد کے حنبلی عالم شیخ عبدالمغیث بن زہیر الحربی (وفات ۵۸۳ھ/۱۱۸۷ء) اور بغداد کے ہی مشہور حنبلی عالم وشارح صحیح بخاری شیخ ابوالفرج زین

الدین عبدالرحمٰن بن احمد ابن رجب حنبلی (وفات ۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء) اور مراکش کے شہر دلاء کے مالکی عالم وصوفی ومصنف شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد مسناوی دلائی فاسی (وفات ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۴ء) شامل ہیں۔

۹- شیخ عبدالرحمٰن ادریسی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ ۶۶۲ تا ۶۶۳/ اعلام المکیین، جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲/ جامع کرامات اولیاء، جلد ۲ صفحہ ۹۹۱ تا ۹۹۴/ خبایا الزوایا صفحہ ۱۳۶ تا ۱۴۵/ خلاصۃ الاثر، جلد ۲ صفحہ ۳۳۷ تا ۳۳۹/ فوائد الارتحال، جلد ۲ صفحہ ۳۹۹، جلد ۵ صفحہ ۱۳ تا ۲۱/ نظم الدرر، صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲۔

۱۰- ابجد العلوم میں ہے کہ ۱۰۷۹ھ کو گاؤں بابل میں وفات پائی، جو صحیح نہیں۔

۱۱- شیخ محمد بابلی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ ۶۶۳/ الاعلام، جلد ۶ صفحہ ۲۷۰/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۳/ خبایا الزوایا صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۷/ خلاصۃ الاثر جلد ۴ صفحہ ۳۹ تا ۴۱/ فوائد الارتحال، جلد ۱ صفحہ ۵۶۴ تا ۵۷۰/ فھرس الفھارس، جلد ۱ صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۲، جلد ۲ صفحہ ۵۸۹ تا ۵۹۰/ معجم المؤلفین، جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۱، ۵۲۷/ منتخب الاسانید، صفحہ ۵ تا ۱۵۔

۱۲- المنح البادیۃ فی الاسانید العالیۃ، نام کی دو کتب ہیں۔ اور دوسری شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن فاسی (وفات ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) کی تصنیف، جو ڈاکٹر محمد صقلی حسینی کی تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۲۰۰۵ء میں وزارت اوقاف مراکش نے دو جلد کے ۶۱۷ صفحات پر شائع کی۔ اور فھرس الفھارس جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ پر دونوں کا ذکر ہے۔

۱۳- بعض نے تحفہ الاکیاس فی حسن الظن بالناس، مشارق الانوار فی بیان فضل الورع من السنۃ و کلام الاخیار، رسالۃ فی مضاعفۃ ثواب ھذہ الامۃ، نامی تین کتب کو شیخ عیسیٰ جعفری ثعالبی کی تصانیف بتایا۔ (معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۵۹۸)
جبکہ اوّل الذکر کتاب شیخ علاء الدین علی بن محمد مصری (وفات ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء تقریباً) کی تصنیف اور مطبع میمنیہ قاہرہ سے ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں پہلی بار ۹۵ صفحات پر چھپی اور راقم سطور کی نظر سے گزری۔
اور دوسری یعنی مشارق الانوار بھی انہی کی تصنیف ہے (الاعلام، جلد ۵ صفحہ ۱۵/ معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۵۲۶) جس کا قلمی نسخہ مخزونہ ریاض یونیورسٹی کے سرورق کا عکس ان دنوں انٹرنیٹ میں ہے۔

۱۴- شیخ عیسیٰ جعفری ثعالبی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ ۶۶۳/ الاعلام، جلد ۵ صفحہ ۱۰۸ اعلام المکیین، جلد ۱ صفحہ ۳۲۸ تا ۳۲۹/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ ۱۸۳/ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، صفحہ ۳۴۸ تا ۳۵۰/ خبایا الزوایا صفحہ ۱۷۷ تا ۱۸۱، ۲۲۴، ۲۲۶/ خلاصۃ الاثر، جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲/ فوائد الارتحال، جلد ۵ صفحہ ۵۶۴ تا ۵۷۸/ فھرس الفھارس جلد ۱ صفحہ ۵۰۰ تا ۵۰۳، جلد ۲ صفحہ ۵۹۵، ۶۰۵، ۸۰۶، ۸۰۹ تا ۸۰۹/ مختصر نشر النور، صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۵/

معجم المؤلفين، جلد۲صفحہ۵۹۸/ منتخب الاسانید، صفحہ۱۶تا۲۰/ نظم الدرر، صفحہ۲۰۰ تا۲۰۳۔

۱۵- فہرست نسخہ ھائی خطی، کتاب خانہ مرعشی، جلد۸صفحہ۱۸تا۱۹۔

۱۶- شیخ حسن عجیمی کے حالات: ابجد العلوم صفحہ۶۶۳ تا۶۶۴/ الازھار الطیبۃ جلد۲صفحہ۳۵۷ تا۳۶۰/ الاعلام جلد۲صفحہ۲۰۵/ اعلام المکیین جلد۲صفحہ۶۶۶ تا۶۶۸/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ۱۸۶تا۱۸۸/ اھداء اللطائف من اخبار ا لطائف، صفحہ۹ تا۲۴/ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، صفحہ۳۷۰ تا۳۷۶/ حدائق الحنفیہ صفحہ۴۴۷تا۴۷۵/ الحقیقۃ والمجاز، جلد۳صفحہ۱۹۷تا۱۹۹، ۳۲۶، ۳۴۹تا ۳۵۰، ۳۵۳، ۳۷۳تا۳۷۵/ فوائد الارتحال، جلد۳صفحہ۴۵۱ تا۴۵۳/ فھرس الفھارس جلد۱صفحہ۴۴۷تا۴۴۹، ۵۰۴تا۵۰۵، جلد۲صفحہ ۸۱۰تا۸۱۳/ مختصر نشر النور، صفحہ۱۶۷تا۱۷۳/ معجم المؤلفین، جلد۱صفحہ۵۷۴/ مکہ مکرمہ کے عجیمی علماء، صفحہ۳ تا۵۴/ نزھۃ الفکر، جلد۱صفحہ۳۰۳تا۳۰۴/ نظم الدرر، صفحہ۲۶۵ تا۲۶۹۔

۱۷- شیخ عبداللہ بن سالم بصری کے حالات پر مکہ مکرمہ کے ڈاکٹر رضا بن محمد صفی الدین سنوسی جوجدہ یونیورسٹی سے وابستہ ہیں، ان کی تحریر "مسند الحجاز، الثبت، خاتمۃ المحدثین الشیخ عبداللہ بن سالم بن محمدبن سالم البصری المکی" سال تالیف ۱۴۲۵ھ اور ۲۷صفحات پر کمپوزشدہ انٹرنیٹ میں ہے/ اور شیخ عربی دائز فریاطی کی کتاب "من اعلام المحدثین بالحرمین الشریفین 'الامام عبداللہ بن سالم البصری المکی' امام اھل الحدیث بالمسجد الحرام" پہلی بار ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء میں دار البشائر الاسلامیۃ بیروت نے ۳۴۲صفحات پر شائع کی/ بعدازاں مصنف نے اضافات کئے اور یہ "الامام الحافظ عبداللہ بن سالم البصری، شیخ المحدثین بالحرمین الشریفین" نام سے آفاق مغربیۃ للنشر، شہرابی الجعد مراکش نے دوسری بار ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء میں ۶۹۲صفحات پر پیش کی۔ نیز/ الازھار الطیبۃ جلد۲صفحہ۲۲۲، ۳۷۰تا۳۷۲/ الاعلام، جلد۴صفحہ۸۸/ اعلام المکیین، جلد۱صفحہ۲۹۵/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ۱۸۹تا۱۹۰/ التاریخ والمؤرخون بمکۃ صفحہ۳۸۸تا۳۸۹/ الحقیقۃ والمجاز، جلد۳صفحہ۳۵۵، ۳۵۷/ سبحۃ المرجان فی آثار ھندستان، صفحہ۹۷ تا۹۹/ فوائد الارتحال جلد۴صفحہ۴۴۰تا۴۴۱/ فھرس الفھارس، جلد۱صفحہ۱۹۳تا۱۹۹/ مختصر نشر النور، صفحہ۲۹۰تا۲۹۳/ معجم المؤلفین، جلد۲صفحہ۲۴۳/ معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، جلد۲صفحہ۱۲۹۵/ نزھۃ الفکر، جلد۲صفحہ۶۰ تا۶۲/ نظم الدرر، صفحہ۲۸۶ تا۲۸۷۔

۱۸- القول الجلی، صفحہ۱۴۸تا۱۵۷۔

۱۹- ظفر المحصلین، صفحہ۴۔

۲۰- ظفر المحصلین 'صفحہ۲۴۔

۲۱- ظفر المحصلین میں شاہ ولی اللہ کے عیسوی سنین ولادت ووفات ۱۷۰۲ء۔ ۱۷۶۳ء درج ہیں جو درست نہیں۔

۲۲- القول الجلی 'عرض مترجم'صفحہ ۱۰۱تا۱۰۲۔

۲۳- القول الجلی فی ذِکر آثار الولی کامتن فارسی میں ہے۔اور مولانا حافظ محمد تقی انور علوی نے اردو ترجمہ کیا جسے ۱۹۸۸ء میں کتب خانہ انوریہ کاکوری ضلع لکھنؤ نے شائع کیا۔ بعدازاں فارسی مخطوط کا عکس شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی نے شائع کر دیا۔ اور پاکستان میں اردو ترجمہ مسلم کتابوی لاہور نے ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں ۶۵۶ صفحات پر طبع کرایا۔ جس میں مولانا حکیم سیّد محمود احمد برکاتی کا قلم بند کردہ تعارف کتاب اور مقدمہ ازمولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی ازہری نیز عرض مترجم شامل ہیں۔اور مصنف کے حالات کا بھی احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز القول الجلی کے آخر میں مصنف نے خود بھی اپنا تعارف کسی قدر درج کیا ہے۔

۲۴- اتحاف النبیہ 'صفحہ۱۲تا۱۴'۱۷تا۲۳/ الارشاد'صفحہ۴/ انسان العین فی مشایخ الحرمین ' صفحہ۱۹۰تا۱۹۱/ الجزء اللطیف'صفحہ۱۹۵/ الدر الثمین 'صفحہ۶۲ تا۶۳/ الفضل المبین'صفحہ۱۰' ۲۲/ النوادر' صفحہ۶۸/ القول الجلی صفحہ۱۵۴تا۱۵۶/ المقدمة السنیة ،صفحہ۴۔

۲۵- اتحاف النبیہ' صفحہ۱۴تا۱۵/ الارشاد ' صفحہ۵/ انسان العین فی مشایخ الحرمین'صفحہ ۱۹۲تا۱۹۳/الفضل المبین'صفحہ۱۵تا۱۶۔

۲۶- الفضل المبین 'صفحہ۳۷۔

۲۷- الارشاد 'صفحہ۵۔

۲۸- القول الجلی 'صفحہ۱۵۱۔

۲۹- اتحاف النبیہ'صفحہ۱۴/ الارشاد 'صفحہ۵/ الدر الثمین'صفحہ۶۵/الفضل المبین صفحہ ۸/النوادر 'صفحہ۷۳۔

۳۰- اتحاف النبیہ'صفحہ۱۱۵تا۱۱۷/الارشاد'صفحہ۴تا۵/ الفضل المبین'صفحہ۱۹'۳۳'۴۲۔

۳۱- الارشاد'صفحہ۵۔

۳۲- اتحاف النبیہ'صفحہ۹۶/ النوادر صفحہ۶۸۔

۳۳- شیخ برہان الدین ابراہیم کردی کورانی نے اپنی نقشبندی سلسلہ کی سند "الامم لایقاظ الھمم'صفحہ ۱۰۸تا۱۰۹پر پیش کی ہے۔

۳۴- شیخ ابراہیم کورانی نے تصانیف ابن عربی سے متصل سند'الامم لایقاظ الھمم صفحہ۱۲۲تا۱۲۴پر درج کی ہے۔

۳۵- شیخ ابراہیم کورانی کی تصانیف سے متعلق یہ معلومات کمپیوٹر انٹرنیٹ میں دست یاب ہیں۔

۳۶- الحقیقة و المجاز' جلد۳صفحہ۱۴۶'۱۹۲'۲۰۶'۲۴۹'۳۸۵۔

۳۷- علامہ جمال الدین عثمان بن عمر ابن الحاجب (وفات ۶۴۶ھ/۱۲۴۹ء) کی تصنیف الکافیۃ مطبوع اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔اس کی متعدد شروح لکھی گئیں جن میں شیخ محمد بن حسن رضی استراباذی (وفات ۶۸۶ھ/ ۱۲۸۷ء) کی شرح اہم جو بارہا چھپی۔شارح نے اس میں جو اشعار درج کئے ان کی مفصل شرح شیخ عبدالقادر بن عمر بغدادی (وفات ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۲ء) نے خزانۃ الادب و لب لباب لسان العرب نام سے لکھی جو شرح شواھد الکافیۃ لاستراباذی کے عرفی نام سے بھی جانی گئی۔شیخ ابوطاہر کورانی نے اسی کو مختصر کیا۔

۳۸-شیخ ابوطاہر کورانی کے حالات:ابجدالعلوم،صفحہ۶۶۴/ الازھار الطیبۃ، جلد۲صفحہ۲۳۳/ الاعلام، جلد۵صفحہ۳۰۴/ انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ۱۹۰تا۱۹۱/تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ ،صفحہ۱۰۴/ حلیۃ البشر، جلد۲صفحہ۱۵۷/ سلک الدرر، جلد۴صفحہ۳۵/ ظفر المحصلین ،صفحہ۴۴/ فھرس الفھارس، جلد۲صفحہ۴۹۴تا۴۹۶، جلد۳صفحہ۱۰۴۸الفھرس المختصر، جلد۱صفحہ۲۶۵القول الجلی ،صفحہ۱۵۴تا۱۵۶، ۶۴۲/ معجم المؤلفین ، جلد۲صفحہ ۸۔

۳۹-القول الجلی ،صفحہ۱۵۴۔

۴۰-القول الجلی ،صفحہ۱۵۵۔

۴۱- القول الجلی ،صفحہ۶۴۲۔

۴۲-معلوم رہے،اتحاف النبیہ فیما یحتاج الیہ ا لمحدث و الفقیہ،عربی وفارسی ملی جلی زبان میں ہے۔اس پر پاکستان کے غیر مقلد عالم محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نے تعلیقات لکھیں اور یہ پہلی بار ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں مکتبہ سلفیہ لاہور نے دوسوصفحات پر شائع کی۔بعدازاں محمد عزیر شمس نے فارسی عبارات کو بھی عربی میں منتقل کیا اور یہ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء میں اسی ادارہ نے ۳۷۳صفحات پر شائع کی۔ اورعلامہ بھوجیانی کے بقول اتحاف النبیہ کوئی مستقل کتاب نہیں ؛بلکہ شاہ ولی اللہ کی تصنیف "الانتباہ من سلاسل اولیاء اللہ ،او اسانیدوارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "کا دوسرا حصہ ہے۔

اورالانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا پہلا حصہ اردوترجمہ کے ساتھ ۱۳۱۱ھ میں مطبع احمدی دہلی سے چھپا تھا۔(معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ ،صفحہ۲۲۳)اس کا جدید ترجمہ ۱۹۹۸ء میں مولانا سیّد محمد فاروق قادری نے کیا جو"رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" نامی مجموعہ میں ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں تصوف فاؤنڈیشن لاہوراور بعدازاں اویسی بک سٹال گوجرانوالہ نے شائع کیا۔

۴۳- اتحاف النبیہ ،صفحہ۱۷تا۲۳۔

۴۴- القول الجمیل فی بیان سواء السبیل ،کا اردوترجمہ علامہ خرم علی بلھوری نے "شفاء العلیل" نام سے کیا۔جو متن کے ساتھ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں بمبئی سے ۱۰۶صفحات پر یکجا چھپا۔پھر محمد قطب الدین خان نے حواشی لکھے اور متن وترجمہ نیز حواشی یکجا ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء میں کانپور سے ۱۶۴صفحات

پر چھپے (معجم المطبوعات العربية فی شبه صفحہ ۲۲۵) اب مولانا سیّد محمد فاروق قادری کا اردو ترجمہ ''رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی'' کے ضمن میں مطبوع ہے۔

ٹوکیو یونیورسٹی جاپان کے شعبہ مشرقی ثقافت کے کتب خانہ میں القول الجمیل کے عربی متن کا مکمل وصاف مخطوط زیر نمبر ۳۰۴ محفوظ جو ساٹھ صفحات پر ہے۔ یہ مولانا محمد صادق مدراسی کے حواشی سے مزین جو ۱۲۹۹ء میں لکھے گئے اور آخر میں سیّد محمد یحییٰ شافعی خلوتی کے موزوں کردہ چھ اشعار ہیں جن کے آخری مصرعہ سے تالیف حواشی کا سال اخراج کیا گیا ہے۔ کاتب محمد بن عبدالعزیز بن عبدالغنی القوتلی، سال کتابت ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء۔ عکس کمپیوٹر انٹرنیٹ میں ہے۔

۴۵- القول الجلی، صفحہ ۱۵۵۔

۴۶- القول الجلی، صفحہ ۱۵۵۔

۴۷- انسان العین فی مشایخ الحرمین، صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۶۔

۴۸- شیخ تاج الدین قلعی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ ۲۶۴/ الازھار الطیبۃ جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲/ اعلام المکیین جلد ۲ صفحہ ۷۷۶ تا ۷۷۷ انسان العین فی مشایخ الحرمین صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۳ء/ حدائق الحنفیہ صفحہ ۴۵۹ تا ۴۶۰/ ظفر المحصلین، صفحہ ۴۴/ فهرس الفهارس، جلد ا صفحہ ۹۷ تا ۹۸/ الفهرس المختصر، جلد ا صفحہ ۲۶۵، ۲۷۰، ۲۷۹، ۲۹۴/ مختصر نشر النور، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۴۹/ معجم المؤلفین جلد ۳ صفحہ ۴۶۲/ نزهة الفكر، جلد ا صفحہ ۲۴۳/ نظم الدرر، صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۱/ وسام الكرم صفحہ ۳۷۴۔

۴۹- شیخہ مریم بنت فائز اسمری نے اپنے مقالہ برائے ایم فل کے مقدمہ میں مولانا محمد عابد سندھی مدنی کو شیخ ابن عقیلہ کے شاگرد بتایا ہے۔ (الجوهر المنظوم، جلد ا صفحہ ۳۸)

جبکہ مریم اسمری سمیت تمام تذکرہ نویس متفق ہیں کہ شیخ ابن عقیلہ نے ۱۱۵۰ھ اور مولانا عابد سندھی نے ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی۔ مولانا سندھی کے متعلق محققین کے رائے ہے کہ ۱۱۹۰ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ گویا شیخ ابن عقیلہ کے انتقال سے بھی تقریباً چالیس برس بعد ولادت ہوئی۔ حق یہ ہے کہ مولانا عابد سندھی کا سلسلہ تلمذ دو واسطوں بعد آپ سے متصل ہے جیسا کہ حصر الشارد میں مولانا سندھی نے خود بیان کیا۔

۵۰- حصر الشارد، جلد ۲ صفحہ ۵۴۵، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۷، ۵۶۰، ۵۷۹، ۵۹۹، ۶۰۳، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۴۸۔

۵۱- شیخ ابن عقیلہ کے حالات: الازھار الطیبۃ، جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ تا ۳۹۸/ الاعلام جلد ۶ صفحہ ۱۳/ اعلام المیکین، جلد ۲ صفحہ ۶۹۰ تا ۶۹۱/ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۶/ الجوهر المنظوم، جلد ا صفحہ ۲۱ تا ۵۱/ جہان امام ربانی، جلد ۶ صفحہ ۳۱۹ تا ۳۲۰۲/ الزیادة والاحسان، جلد ا صفحہ ۴ تا ۴۱/ سلك الدرر، جلد ۴ صفحہ ۳۹/ فهرس الفهارس، جلد ۲ صفحہ ۶۰۷ تا ۶۰۸، ۸۶۵، ۹۲۱ تا ۹۲۲/ مختصر نشر النور، صفحہ ۴۶۲ تا ۴۶۴/ معجم المؤلفین، جلد ۳ صفحہ ۶۶/ نظم الدرر، صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۶۔

۵۲- مولانا الحاج محمد افضل سیالکوٹی دہلوی نقشبندی شاہ ولی اللہ دہلوی کے اساتذہ میں سے تھے جس کی شاہ ولی اللہ نے القول الجمیل کے آخر میں خود اطلاع دی۔ نیز آپ کے فرزند مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے العجالة النافعة میں بتایا کہ والد نے سفر حجاز مقدس سے قبل الحاج محمد افضل سے اخذ کیا نیز روایت کی اجازت پائی۔ (العجالة النافعة' صفحہ ۶۷ تا ۶۸)

مولانا محمد افضل سیالکوٹی (وفات ۱۱۴۶ھ/ ۱۷۳۳ء) نے پہلے امام ربانی کے پوتا مولانا حجۃ اللہ محمد نقشبند بن محمد معصوم سرہندی (وفات ۱۱۱۴ھ/ ۱۷۰۳ء) سے اخذ کیا پھر دوسرے پوتا مولانا عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی نقشبندی (وفات ۱۱۲۷ھ/ ۱۷۱۵ء) کی خدمت میں بارہ برس رہے اور تعلیم و تربیت پائی۔ بعدازاں حج وزیارت کے لئے گئے تو شیخ سالم بن عبداللہ بصری (وفات ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء) سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت حاصل کی۔ (فہرس الفہارس ' جلد ۱ صفحہ ۹۱' ۴۴۷' جلد ۲ صفحہ ۹۷۶ تا ۹۷۹)

۵۳- شیخ سالم بصری کے حالات: الازھار الطیبة' جلد ۲ صفحہ ۳۶۲/ اعلام لمکیین' جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴/ التاریخ والمؤرخون بمکة صفحہ ۳۹۹/ عبداللہ بن سالم البصری' صفحہ ۵۲۵ تا ۵۵۳/ فہرس الفهارس' جلد ۱ صفحہ ۱۹۳' جلد ۲ صفحہ ۹۷۹/ مختصر نشر النور' صفحہ ۲۰۲/ معجم المؤلفین' جلد ۱ صفحہ ۴۹ تا ۵۰/ نزهة الفكر' جلد ۲ صفحہ ۹/ نظم الدرر' صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲۔

۵۴- شیخ عبدالکریم انصاری کے حالات: الازھار الطیبة' جلد ۲ صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۰/ تراجم اعیان المدینة المنورة' صفحہ ۵۰/ سلك الدرر' جلد ۳ صفحہ ۹۰/ مختصر نشر النور' صفحہ ۲۷۸/ نزهة الفكر' جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲/ نظم الدرر' صفحہ ۲۸۲۔

۵۵- القول الجلی' صفحہ ۱۵۱۔

۵۶- بقول بعض شیخ سیّد عمر بن احمد ابن عقیل نے شیخ محمد بن علاء الدین بابلی سے اخذ کیا۔ لیکن شیخ سیّد عمر کا سال ولادت ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۹۰ء ہے اور شیخ بابلی اس سے ربع صدی قبل ۱۰۷۷ھ/ ۱۶۶۶ء میں وفات پا چکے تھے۔

۵۷- شیخ سیّد عمر ابن عقیل کے حالات: الازھار الطیبة جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴' ۳۸۶/ اعلام المکیین' جلد ۱ صفحہ ۵۱۳/ عبداللہ بن سالم البصری' صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۵/ فہرس الفهارس' جلد ۲ صفحہ ۹۲۷ تا ۹۲۶/ مختصر نشر النور صفحہ ۳۷۶/ نظم الدرر' صفحہ ۳۰۰۔

۵۸- انسان العین فی مشایخ الحرمین' صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴۔

۵۹- شیخ وفد اللہ رودانی مالکی کے حالات: عبداللہ بن سالم البصری' صفحہ ۲۶۴ تا ۲۶۵/ ظفر المحصلین' صفحہ ۴۴/ فہرس الفهارس جلد ۱ صفحہ ۴۲۸ تا ۴۲۹۔

۶۰- انسان العین فی مشایخ الحرمین' صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹۔

۶۱- اتحاد النبیه' صفحہ ۹۶۔

۶۲- النوادر' صفحہ ۶۸ تا ۶۹۔

۶۳- عقدالیواقیت' جلد۲صفحہ۱۰۱۶'۱۰۱۸تا۱۰۲۰۔
۶۴- القول الجلی 'صفحہ۱۴۹'۱۵۶تا۱۵۷۔
۶۵- القول الجلی ' صفحہ۱۳۶۔
۶۶- الاجازات المتینۃ' صفحہ۳۱تا۳۲/ النور والبھاء صفحہ۱۵۷۔



فہرست مآخذ ومراجع

عربی کتب، غیر مطبوعہ

۱- الازهار الطيبة النشر فی ذكر الاعيان من كل عصر مولانا عبدالستار بن عبدالوہاب صدیقی دہلوی مکی، دوسری وآخری جلد، تحقیق ڈاکٹر صلاح الدین بن خلیل بن ابراہیم صواف، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء کمپوز شدہ۔

۲- الجوهر المنظوم فی التفسير بالمرفوع من كلام سيّدالمرسلين، شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ، سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۴ تا ۲۴۵ پر تحقیق از مریم بنت فائز بن عوضہ اسمری، مقالہ برائے ایم فل ابہا یونیورسٹی، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کمپوز شدہ۔

۳- خبايا الزوايا، شیخ حسن بن علی عجیمی، مخطوط مخزونہ دارالکتب المصریۃ قاہرہ، زیر نمبر ۲۴۱۰، سال کتابت ۱۲۸۷ھ۔

۴- عقدالجواهر فی سلاسل الاكابر، شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ، مخطوط مخزونہ ریاض یونیورسٹی، زیر نمبر ۲۸۴۹/۴ مجموع، سال کتابت ۱۱۷۴ھ۔

۵- القول الجميل فی بيان سواء السبيل، مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، حواشی از مولانا محمد صادق مدراسی، مخطوط مخزونہ ٹوکیو یونیورسٹی جاپان، زیر نمبر ۳۰۴، سال کتابت ۱۳۴۳ھ۔

۶- مسند الجاز، الثبت، خاتمة المحدثين الشيخ عبدالله بن سالم بن محمدبن سالم البصری المكی، ڈاکٹر رضا بن محمد صفی الدین سنوسی، جدہ یونیورسٹی، سال تالیف ۱۴۲۵ھ، کمپوز شدہ۔

۷- مفتاح السعادة فی الصلاة على سيّد السادة صلى الله تعالىٰ عليه وآله وصحبه وسلم، شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ، مخطوط مخزونہ ریاض یونیورسٹی، زیر نمبر ۲۲۳، سال کتابت ۱۱۷۵ھ۔

عربی کتب، مطبوعہ

۸- ابجد العلوم، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، پہلی اشاعت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء دار ابن حزم بیروت۔

۹- اتحاف النبهاء بتراجم من حفروا قبورهم وهم احياء، ڈاکٹر محمد بن عزوز، پہلی اشاعت ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء مركز التراث الثقافی المغربی الدار البيضاء ۔

۱۰- اتحاف النبيه فيما يحتاج اليه المحدث والفقيه، مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف الانتباه من سلاسل اولياء الله او اسانيد وارثی رسول الله صلى الله عليه وسلم کا دوسرا حصہ، بعض عبارات فارسی زبان میں ہیں، تحقیق علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، پہلی اشاعت ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء مکتبہ سلفیہ لاہور۔

۱۱- الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة' مولانا احمد رضا خان بریلوی، پہلی اشاعت' سال اشاعت درج نہیں، سال تالیف ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء مصنف کی زندگی میں چھپی، مطبع نادری بریلی۔

۱۲- الارشاد الی مہمات الاسناد' مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی' اشاعت ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء مطبع احمدی دہلی، ضمن مجموعہ۔

۱۳- الاعلام' شیخ خیر الدین بن محمود زرکلی' سترہویں اشاعت ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء دار العلم للملایین بیروت۔

۱۴- اعلام المکیین' شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی' پہلی اشاعت ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی جدہ ولندن۔

۱۵- الامداد فی معرفة علو الاسناد' شیخ عبداللہ بن سالم بصری' تحقیق شیخ عربی دائز فریاطی' پہلی اشاعت ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء دار التوحید للنشر ریاض۔

۱۶- الامم لایقاظ الهمم' شیخ ابراہیم بن حسن کورانی کردی' پہلی اشاعت ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء دائرة المعارف النظامیة حیدرآباد دکن۔

۱۷- اهداء اللطائف من اخبار الطائف' شیخ حسن بن علی عجیمی' تحقیق ڈاکٹر یحییٰ محمود جنید ساعاتی' دوسری اشاعت ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء دار ثقیف طائف۔

۱۸- التاریخ والمؤرخون بمکة' ڈاکٹر محمد حبیب الھیلہ' پہلی اشاعت ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی جدہ ولندن۔

۱۹- تراجم اعیان المدینة المنورة' مؤلف مجہول' تحقیق ڈاکٹر محمد تونجی' پہلی اشاعت ۱۴۰۴ھ /۱۹۸۴ء دار الشروق جدہ۔

۲۰- حصر الشارد من اسانید محمد عابد' مولانا محمد عابد سندھی مدنی' تحقیق شیخ خلیل بن عثمان جبور سبیعی' پہلی اشاعت ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء مکتبہ الرشد ریاض۔

۲۱- الحقیقة والمجاز فی رحلة بلاد الشام و مصر والحجاز' شیخ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی' تحقیق شیخ ریاض عبدالحمید مراد' پہلی اشاعت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء دار المعرفة، دمشق۔

۲۲- حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر' شیخ عبدالرزاق بن حسن بیطار' تحقیق شیخ محمد بہجت بن بہاء الدین بیطار' پہلی اشاعت ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء مجمع اللغة العربیة، دمشق۔

۲۳- خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر' شیخ محمد امین بن فضل اللہ محبی' تحقیق شیخ محمد حسن اسماعیل' پہلی اشاعت ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء دار الکتب العلمیة بیروت۔

۲۴- الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین' مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی' اشاعت ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میر محمد کتب خانہ کراچی' ضمن مجموعہ۔

۲۵- الزیادة والاحسان فی علوم القرآن' شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ' متعدد افراد نے تحقیق انجام دی' پہلی اشاعت ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء شارقہ یونیورسٹی متحدہ عرب امارات۔

۲۶- سبحة المرجان فی آثار ھندستان، مولانا سیّد غلام علی آزاد بلگرامی، تصحیح شیخ امین بن حسن حلوانی مدنی، پہلی اشاعت ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء ملک الکتاب مرزا محمد شیرازی بمبئی۔

۲۷- سلك الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، شیخ سیّد محمد خلیل بن علی مرادی، تحقیق شیخ اکرم حسن علبی، پہلی اشاعت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء دار صادر بیروت۔

۲۸- السمط المجید فی شان البیعة وتلقینه الذکر و عطاء البیعة والالباس الخرقة وسلاسل اھل التوحید، شیخ احمد بن محمد قشاشی، پہلی اشاعت ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء دائرة المعارف النظامیة حیدرآباد دکن۔

۲۹- ضیاء الساری فی مسالك ابواب البخاری، شیخ عبداللہ بن سالم بصری، متعدد افراد نے تحقیق انجام دی، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء دار النوادر دمشق۔

۳۰- الامام الحافظ عبدالله بن سالم البصری، شیخ المحدثین بالحرمین الشریفین، شیخ عربی دائز فریاطی، دوسری اشاعت مع اضافات، ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء آفاق مغربیة للنشر، ابی الجعد، مراکش۔

۳۱- العجالة النافعة، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، فارسی سے ترجمہ از عبدالمنان عبداللطیف، پہلی اشاعت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء دار الداعی ریاض۔

۳۲- عقد الیواقیت الجوھریة وسمط العین الذھبیة بذکر طریق السادة العلویة، شیخ سیّد عیدروس بن عمر حبشی، تحقیق ڈاکٹر محمد بن ابوبکر باذیب، پہلی اشاعت ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء دار العلم و الدعوة تریم۔

۳۳- الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین، مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، اشاعت ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میر محمد کتب خانہ کراچی، ضمن مجموعہ۔

۳۴- فوائد الارتحال ونتائج السفر فی اخبار القرن الحادی عشر، شیخ مصطفیٰ بن فتح اللہ حموی مکی، تحقیق شیخ عبداللہ محمد الکندری، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء دار النوادر دمشق۔

۳۵- الفوائد الجلیلة فی مسلسلات ابن عقیلة، شیخ محمد بن احمد ابن عقیلہ، تحقیق ڈاکٹر محمد رضا قھوجی، پہلی اشاعت ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء دار البشائر الاسلامیة بیروت۔

۳۶- فھرس الفھارس والاثبات و معجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، شیخ سیّد محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، دوسری اشاعت ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء دار الغرب الاسلامی بیروت۔

۳۷- المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکة، من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد شہید کی تصنیف کا اختصار از شیخ محمد سعید عامودی و شیخ احمد علی، دوسری اشاعت ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء عالم المعرفة جدہ۔

۳۸- المربی الکابُلی فیمن رَوَیٰ عن الشمس البابلی، مولانا حافظ سیّد محمد مرتضیٰ بلگرامی زَبیدی،

تحقیق شیخ محمد بن ناصر عجمی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء شرکۃ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، ضمن مجموعہ۔

۳۹- معجم المؤلفین، شیخ عمر رضا کحالہ، پہلی کمپیوٹر اشاعت ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

۴۰- معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ القارۃ الهندیۃ الباکستانیۃ، ڈاکٹر احمد خان، پہلی اشاعت ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء مکتبہ شاہ فہد ریاض۔

۴۱- معجم المطبوعات والعربیۃ والمعربۃ، یوسف بن الیان سرکیس، سال اشاعت درج نہیں، دار صادر بیروت۔

۴۲- المقدمۃ السنیّۃ فی الانتصار للفرقۃ السنیۃ، شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی کے رسالہ رد روافض کا فارسی سے ترجمہ از مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، تحقیق مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی، سال اشاعت درج نہیں، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور، ضمن مجموعہ۔

۴۳- منتخب الاسانید فی وصل المصنفات والاجزاء والمسانید، شیخ عیسیٰ بن محمد جعفری ثعالبی، تحقیق شیخ محمد بن ناصر عجمی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء شرکۃ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، ضمن مجموعہ۔

۴۴- موسوعۃ اعلام فلسطین، شیخ محمد عمر حمادہ، دوسری اشاعت ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء دار الوثائق دمشق۔

۴۵- نزهۃ الفکر فیما مضی من الحوادث والعبر، فی تراجم رجال القرن الثانی عشر والثالث عشر، شیخ احمد بن محمد حضراوی ہاشمی، تحقیق شیخ محمد المصری، پہلی اشاعت ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء وزارت ثقافت دمشق۔

۴۶- نظم الدرر فی اختصار نشر النور، والزهر فی تراجم افاضل اهل مکۃ، من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد شہید کی تصنیف کا اختصار از شیخ عبداللہ بن محمد غازی، پہلی اشاعت ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء مکتبہ اسدیہ مکہ مکرمہ۔

۴۷- النوادر من احادیث سیّد الاوائل والاواخر مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، اشاعت ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میر محمد کتب خانہ کراچی، ضمن مجموعہ۔

۴۸- النور والبهاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء، مولانا سیّد ابوالحسین احمد نوری مارہروی، اشاعت ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء حیدرآباد سندھ، ضمن سالانہ مجلّہ ''خلیل علم''۔

۴۹- وِسام الکرم فی تراجم ائمۃ و خطباء الحرم، شیخ یوسف بن محمد بن داخل صبحی، پہلی اشاعت ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء دار البشائر الاسلامیۃ بیروت۔

فارسی کتب

۵۰- انسان العین فی مشایخ الحرمین، مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، اشاعت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء مطبع

احمدی دہلی انفاس العارفین کے ضمن میں مطبوع ہے۔

۵۱- **الجزء اللطیف فی ترجمة العبد الضعیف** 'مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی' اشاعت ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء مطبع احمدی دہلی' ضمن انفاس العارفین۔

۵۲- فہرست نسخہ ھائی خطی' کتابخانہ' عمومی حضرت **آیة الله العظمی نجفی مرعشی**' سیّد احمد حسینی' آٹھویں جلد' سال اشاعت درج نہیں' کتاب خانہ مرعشی قم ایران۔

اردو کتب

۵۳- جامع کرامات اولیاء' علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ از مولانا سیّد محمد ذاکر حسین شاہ چشتی سیالوی' اشاعت ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۵۴- جہان امام ربانی' ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی کی سرپرستی میں متعدد اہل قلم نے تالیف و مرتب کی' پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۵ء امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی۔

۵۵- رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کی چار فارسی وعربی تصانیف کا ترجمہ از مولانا محمد فاروق القادری' سال اشاعت درج نہیں' اویسی بک سٹال گوجرانوالہ۔

۵۶- **سعادة الدارین** ' علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ از مولانا محمد عبدالقیوم خان' اشاعت ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۵۷- **ظفر المحصلین باحوال المصنفین** یعنی حالات مصنّفین درس نظامی' علامہ محمد حنیف گنگوہی دیوبندی' اشاعت ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء دارالاشاعت کراچی۔

۵۸- **القول الجلی فی ذکر آثار الولی** 'مولانا محمد عاشق صدیقی پُھلتی کی فارسی تصنیف کا ترجمہ از مولانا محمد تقی انور علوی کاکوروی' اشاعت ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء مسلم کتابوی لاہور۔

۵۹- مکہ مکرمہ کے عجمی علماء' عبدالحق انصاری' پہلی اشاعت ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال۔

۶۰- علاوہ ازیں کمپیوٹر انٹرنیٹ سے فائدہ اٹھایا گیا۔

☆☆☆☆

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدیؒ

کتبہٗ گوہر قلم

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

قصیدۂ نعتیہ

کے پہلے پانچ اشعار

●

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا ۔۔۔ أَرْجُو رِضَاكَ وَأَحْتَمِي بِحِمَاكَ

اے سرداروں کے سردار میں خاص آپ ہی کا قصد کر کے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کی خوشنودی کا طالب اور آپ کی حمایت کا اُمیدوار

وَاللهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِي ۔۔۔ قَلْبًا مَشُوقًا لَا يَرُومُ سِوَاكَ

اے بہترین مخلوق! خدا کی قسم میرا قلب آپ ہی کا شیفتہ ہے اور آپ کے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتا

وَبِحَقِّ جَاهِكَ اِنَّنِي بِكَ مُغْرَمٌ ۔۔۔ وَاللهُ يَعْلَمُ اِنَّنِي اَهْوَاكَ

آپ کی عزت کی قسم میں آپ کا فریفتہ ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں آپ ہی سے پیار کرتا ہوں

اَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ ۔۔۔ كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَ

آپ وُہ ہیں کہ اگر نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کُل کائنات ہی نہ ہوتی

اَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰى ۔۔۔ وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَاكَ

آپ وُہ ہیں کہ آپ کے نُور سے چاند نے نُور حاصل کیا اور سُورج روشن ہے آپ ہی کے جمال سے

قابلِ مُطالعہ کتابیں

